



يَا يَاهَا الَّذِي
أَنْهَىٰ مِنْهَا

لِمَنْ
عَوَّلَهُ
اللَّهُ
لِمَنْ
عَوَّلَهُ
اللَّهُ
لِمَنْ
عَوَّلَهُ
اللَّهُ

وَلِمَنْ
عَوَّلَهُ
اللَّهُ
لِمَنْ
عَوَّلَهُ
اللَّهُ



جلسہ سالانہ جرمی 2026ء کے موقع پر

خصوصی نمائش

جماعت احمدیہ جرمی کا آئندہ سال ہونے والا جلسہ سالانہ 2026ء پچاسواں جلسہ ہو گا، ان شاء اللہ۔ اس موقع پر تاریخ کمیٹی جرمی کی طرف سے بعنوان ”جلسہ سالانہ جرمی“ ایک نمائش کا اہتمام کیا جائے گا، جس میں گزرے ہوئے جلسہ ہائے سالانہ جرمی کی تاریخ پیش کی جائے گی، ان شاء اللہ۔

اس ضمن میں قارئین کرام اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ جن دوستوں کے پاس بھی جلسہ سالانہ جرمی سے متعلق درج ذیل معلومات یا مسودہ ہو، انہیں جلد از جلد تاریخ کمیٹی جرمی کو بھوا کر ممنون فرمائیں، جزاً کم اللہ حسن الجراء۔

تصاویر	خطوط	دستاویزات
پروگرام جلسہ	دعویٰ کارڈ	ویڈیو
سووینٹر (Souvenir)	انظامیہ کی فہرست	چھوٹا بڑا بیز (Banner)
رجسٹریشن کارڈ	ڈیوٹی بیج (Duty Badge)	یادگار واقعہ

معلومات ارسال کرنے کے لئے پتہ:

History Jamaat Germany, Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt

Email: history@ahmadiyya.de Fax.: +496950688722

(سید افتخار احمد، انچارج نمائش جلسہ سالانہ جرمی 2026ء)



Designed by Freepik

اداریہ

نظام جماعت کا قدس و احترام

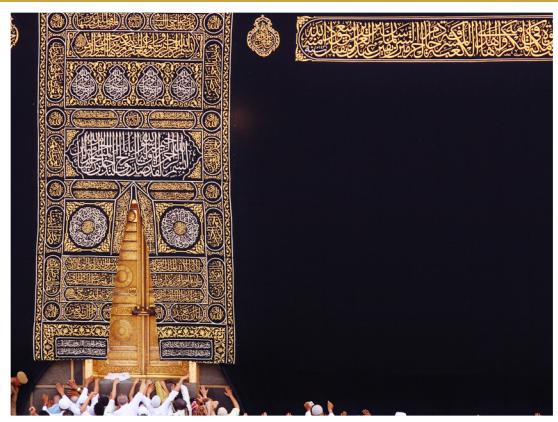
کسی بھی کامیاب فرد، جماعت یا ادارہ کی بیچان اس کا نظم و ضبط ہے۔ دراصل یہ نظرت کی ہی آواز ہے کیونکہ قدرت کے پیدا کردہ چھوٹے سے چھوٹے ذرہ "اِمِ" سے لے کر بڑے سے بڑے سیاروں اور ستاروں تک میں نظم و ضبط موجود ہے جیسا کہ فرمایا: **كُلُّ فِي فَلَّٰكٍ يَسْبَحُونَ** یعنی سب (اپنے اپنے) مدار میں روں دوال ہیں۔ قدرت کے اسی اصول کے مطابق جماعت احمدیہ بھی ایک مربوط نظام رکھتی ہے جس کی پابندی کر کے افراد جماعت ان گنت دینی و دنیوی فوائد سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد رکھی تو حسب ضرورت بدایات عطا فرمائے۔ نظام جماعت کی بھی داعیٰ میں ڈالی اور ابتداء میں جماعتی امور چلانے اور اموال کی فگرانی کے لئے صدر انجمن احمدیہ قائم فرمائی۔ اس انجمن کا ڈھانچہ وقت کے ساتھ ساتھ واضح ہوتا چلا گیا اور آپ کی وفات کے بعد خلافے سلسلہ کی رہنمائی میں اسی بنیاد پر نظام جماعت کی وسیع عمارت تعمیر ہوتی چلی گئی جس کے نتیجہ میں آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر فرد جماعت کی ہر بنیادی ضرورت کے لئے مجلس شوریٰ، دارالقضاء، نظارتوں، وکالتوں اور ذیلی تنظیموں کی صورت میں انتظام موجود ہے جو مرتب شدہ قواعد کے مطابق اپنا پنا کام سرانجام دیتی ہیں، الحمد للہ۔ چنانچہ اس نظام کا فرمان حصہ بننے والا اور اس کے قدس و احترام کا خیال رکھنے والا اس کی برکات مستینش ہوتا ہے اور مطمئن، کامیاب و خوشحال زندگی بس رکھتا ہے جبکہ اس سے اعراض کرنے والا کئی ہوئی پنگ کی طرح ادھر ادھر بھٹک کر پنا فرمان کر لیتا ہے۔ یہ سب انتظام دراصل لوگوں کی سہولت اور آسانی کی خاطر قائم کیا جاتا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کی مقرر کیے جانے والے ہر امیر کو نصیحت ہوتی تھی کہ آسانی پیدا کرنا، مشکلین پیدا نہ کرنا۔ محبت و خوشی پھیلانا اور نفرت نہ پہنچنے دینا۔ (بخاری) اس اعتبار سے اس نظام کے عہدیداران پر بھی بہت سی ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اعلیٰ امام علیہ السلام میں فرماتے ہیں:

"تمام عہدیداران اپنے اپنے دائرہ عمل میں نگران بنائے گئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی ذیلی تنظیموں کا بھی ذکر کیا ہے تو بعض دفعہ پڑ رپورٹیں ذیلی تنظیموں کی معلومات پر مبنی ہوتی ہیں، ان کی طرف سے آرہی ہوتی ہیں۔ تو اگر ہر لیوں پر اس نگرانی کا صحیح حق ادا نہیں ہو رہا ہو گا تو پھر آنحضرت ﷺ نے تنبیہ فرمادی ہے کہ اگر تم بطور نگران اپنے فرائض کی ادائیگی نہیں کر رہے تو تم پوچھ جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور مجرم کی حیثیت سے حاضر ہونا اور پوچھے جانا بذاتِ خود ایک خوف پیدا کرنے والی بات ہے لیکن یہاں جو فرمایا کہ یہ نہ سمجھو کہ تم پوچھ جاؤ گے اور شاید نرمی کا سلوک ہو جائے اور جان فتح جائے بلکہ فرمایا کہ جنت ایسے لوگوں پر حرام کر دی جائے گی۔ پس بڑا شدید انذار ہے، خوف کا مقام ہے، روگئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 5 دسمبر 2003ء)

اللہ تعالیٰ ہر فرد جماعت کو اس مقدس نظام کے ساتھ وابستہ رکھے اور ہر عہدیدار کو اپنی ذمہ داریاں پوری صلاحیت، محنت اور اخلاص کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق بخشنے، آمین۔



قَالَ اللَّهُ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَئِكُمْ مِنْكُمْ^۱
فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ (النَّسَاءَ ۶۰)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (اولوں امر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو۔

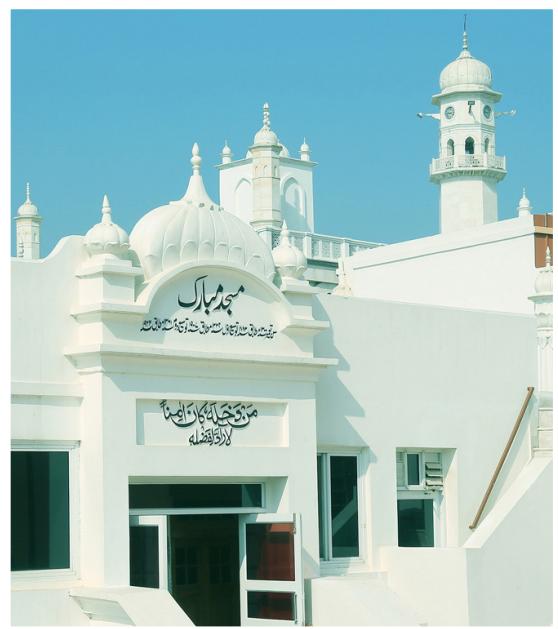


قَالَ النَّبِيُّ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمْبِرِهِ شَيْئًا فَلَيَصِرِّ، فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

(صحیح بخاری کتاب الفتن)

حضرت ابن عباسؓ نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا جس نے اپنے حاکم کی کسی بات کو ناپسند کیا تو چاہیے کہ وہ صبر کرے کیونکہ جو بادشاہ کی اطاعت سے ایک بالشت بھی باہر ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔



قَالَ مُوسَى عَبْدُ اللَّهِ

اُولیٰ الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اُس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو بھی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اُولیٰ الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں کیونکہ وہ ہمارے دینی مقاصد کے حارج نہیں ہیں بلکہ ہم کو ان کے وجود سے بہت آرام ملا ہے۔

(ضروریت الامام روحانی خواں جلد 13 صفحہ 493، 494)

اطاعت اولی الامر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحیل فرماتے ہیں

”دوسری ذمہ داری جو ایک احمدی کی ہے... وہ یہ ہے کہ قانون ملکی کو کبھی اپنے ہاتھ میں نہیں لینا... اولی الامر کے لفظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ ... ایک تو ہم ... قانون کے پابند اور قانون کی اطاعت کرنے والے لوگ ہیں اور دوسرے جن کو قانون صاحب اختیار بناتا ہے ہم ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں۔... قانون کی اطاعت کرنا اور قانون شکنی سے بچنا ہی یہ تقاضا کرتا ہے کہ جن لوگوں کو قانون نے حکومت کا اختیار دیا ہے قانون کے اندر رہتے ہوئے ان کی بھی اطاعت کی جائے۔“

(خطبات ناصر جلد 6 صفحہ 483)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحیل فرماتے ہیں

”حکومت وقت کے خلاف اٹھنا اور تحریک چلانا یا بغاوت کرنا یہ تو نہ ہماری سرگشتمی ہے نہ ہماری تعلیم میں یہ بات داخل ہے لیکن یہ میں یہ قیین ہے اور یہم ہے کہ ہمارا خدا ہمیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑا کرتا، ہمارے دشمنوں کو ہمیشہ میل و رسوایا کرتا ہے جس کسی نے بھی احمدیت پر ہاتھ ڈالا ہے وہ ہاتھ ہمیشہ کاٹے گئے ہیں۔ پس دعائیں کریں اور اسی کی طرف جھکیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے وسیلہ سے باقی ملک کو بھی نجات بخشدے۔“

(خطبات طاہر جلد 4 صفحہ 91)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس رحیل فرماتے ہیں

”جب پاکستان میں یا بعض دوسرے ممالک میں احمدیوں کو کہا جاتا ہے کہ تم اپنے آپ کو مسلمان نہ کہو تو ہم یہ بات ماننے کو تیار نہیں۔ ہم مسلمان کہتے ہیں۔ یا ملک نہ پڑھو، ہم پڑھتے ہیں۔ یا ایک دوسرے کو سلام نہ کہو، یا قرآن کریم نہ پڑھو۔ تو یہ ہمارے مذہب کا اور دین کا معاملہ ہے۔ اس بارہ میں جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے اطاعت کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہاں بھی ہم بغاوت نہیں کرتے صرف ان معاملوں میں ہم کبھی کسی قسم کے قانون کو مان ہی نہیں سکتے کیونکہ یہ شریعت کا معاملہ ہے۔ اللہ اور رسول کے حکموں کا معاملہ ہے۔ جہاں تک ملک کے دوسرے قوانین کا تعلق ہے، اس کے باوجود ہر احمدی ہر قانون کی پابندی کرتا ہے۔“ (خطبہ جمعہ یکم اپریل 2011ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”قرآن شریف میں حکم ہے أطیبُوا اللہ وَ أطیبُوا الرَّسُول وَ أُولی الْأَمْرِ مِنْکُم۔ یہاں اولی الامر کی اطاعت کا حکم صاف طور پر موجود ہے۔ اور اگر کوئی شخص کہے کہ مِنْکُم میں گورنمنٹ داخل نہیں تو یہ اس کی صریح غلطی ہے۔ گورنمنٹ جو حکم شریعت کے مطابق دیتی ہے وہ اسے مِنْکُم میں داخل کرتا ہے۔ ... اشارۃ النص کے طور پر قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے اور اس کے حکم مان لینے چاہئیں۔“ (لغویات جلد اول صفحہ 171 مطبوعہ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رحیل فرماتے ہیں

”ہر ایک مسلمان کے لئے اطاعت اللہ و اطاعت الرسول و اطاعت اولی الامر ضروری ہے۔ اگر اولی الامر صریح مخالفت فرمان الہی اور فرمان نبوی کی کرے تو بقدر برداشت مسلمان اپنی شخصی و ذاتی معاملات میں اولی الامر کا حکم نہ مانے یا اس کا ملک چھوڑ دے۔ أطیبُوا اللہ وَ أطیبُوا الرَّسُول وَ أُولی الْأَمْرِ مِنْکُم صاف نص ہے۔ اولی الامر میں حکام و سلطان اول ہیں اور علماء و حکماء دوم درجے پر ہیں۔“

(الدر 9-16 دسمبر 1909ء صفحہ 4 کام)

حضرت خلیفۃ المسیح الثاني رحیل فرماتے ہیں

”بعض جماعتیں ایسی ہیں جو بغاوت کی تعلیم دیتی ہیں۔ بعض قتل و غارت کی تلقین کرتی ہیں۔ بعض قانون کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھتیں۔ ان معاملات میں کسی جماعت سے ہمارا تعاون نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ہماری مذہبی تعلیم کے خلاف امور ہیں۔ اور مذہب کی پابندی اتنی ضروری ہے کہ چاہے ساری گورنمنٹ ہماری دشمن ہو جائے اور جہاں کسی احمدی کو دیکھے اُسے صلیب پر لٹکانا شروع کر دے پھر بھی ہمارا یہ فیصلہ بدال نہیں سکتا کہ قانون شریعت اور قانون ملک کبھی توڑانے جائے۔ اگر اس وجہ سے ہمیں شدید ترین تکلیفیں بھی دی جائیں تب بھی یہ جائز نہیں کہ ہم اس کے خلاف چلیں۔“

(افضل 6 اگست 1935ء جلد 23 نمبر 31 صفحہ 10 کام)

رنگِ تقویٰ سے کوئی رنگت نہیں ہے خوب تر

وہ خدا جس نے بنایا آدمی اور دیں دیا
وہ نہیں راضی کہ بے دینی ہو ان کا کاروبار
موت سے گر خود ہو بے ڈر کچھ کرو بچوں پر رحم
امن کی رہ پر چلو بن کو کرو مت اختیار
نقر کی منزل کا ہے اول قدم نفی وجود
پس کرو اس نفس کو زیر و زبر از بہر یار
رنگِ تقویٰ سے کوئی رنگت نہیں ہے خوب تر
ہے یہی ایماں کا زیور ہے یہی دیں کا سنگار
اس جہاں کو چھوڑنا ہے تیرے دیوانوں کا کام
نقد پا لیتے ہیں وہ اور دوسرے امیدوار
کون ہے جس کے عمل ہوں پاک بے انوارِ عشق
کون کرتا ہے وفا بن اُس کے جس کا دل فگار
جس کو دیکھو آجکل وہ شوخیوں میں طاق ہے
آہ رحلت کر گئے وہ سب جو تھے تقویٰ شعار
جس طرف دیکھو یہی دُنیا ہی مقصد ہو گئی
ہر طرف اُس کے لئے رغبت دلائیں بار بار

(انتخاب از درشین، ”مُساجات اور تبلیغ حق“)



حضرت خلیفۃ المسیح الخامس (للہ تعالیٰ کی زبان مبارک سے

اولی الامر کار و حانی نظام

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس (للہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2014ء کا مکمل متن

کرتا وہ ہم میں داخل ہے۔ فرمایا: ”اشارة انص کے طور پر قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے۔ یعنی صاف طور پر ظاہر ہے۔ اس آیت میں قرآن کریم سے بڑا واضح اشارہ ہے ”کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے۔“

(رسالہ الانذار صفحہ 69) بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود جلد 2 صفحہ 246
پس اس زمانے کے حکم اور عدل نے واضح فرمادیا کہ سوائے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں کی کوئی کرنے والے احکامات کے عموماً دنیاوی احکامات میں ایک مون کا کام ہے کہ وہ مکمل طور پر ملکی قوانین کی پابندی کرے۔ اگر یہ نہ ہری اصول اس وقت کے مسلمان بھی اپنا لیں کہ حکومت وقت سے لڑنا نہیں ہے تو بہت سے ملکوں میں جو فساد کی صورت حال ہے اس میں بہت حد تک سکون آسکتا ہے۔ بہر حال اس وقت میں اس بحث میں پڑے بغیر کہ حکمرانوں کا کتنا قصور ہے اور فساد پیدا کرنے والے

کو نمایاں کرنا ہے، نکھار کر دکھانا ہے، چاہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو، اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت ہو یا حکام کی اطاعت ہو۔ ہاں اگر حکومت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے واضح حکم کے خلاف کوئی حکم دے تو پھر بہر حال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مقدم ہے۔ لیکن اگر مذہبی معاملات میں دخل اندازی نہیں ہے تو پھر حکام چاہے مسلم ہوں یا غیر مسلم ان کی اطاعت ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ”قرآن میں حکم ہے اطیبیعو اللہ و اطیبیعو الرسول و اولی الامر منکم۔“ اب اولی الامر کی اطاعت کا صاف حکم ہے۔ اور اگر کوئی کہے کہ گورنمنٹ منکم میں داخل نہیں تو یہ اس کی صریح غلطی ہے۔ گورنمنٹ جو بات شریعت کے موافق کرتی ہے۔ وہ منکم میں داخل ہے۔ جو ہماری مخالفت نہیں

حضور انور (للہ تعالیٰ کی تشہد، توعذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد درج ذیل آیات کی تلاوت سے آغاز فرمایا۔

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيبُوا اللَّهُ وَأَطِيبُوا الرَّسُولَ وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَّ عَثُمٌ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ ذلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (النساء: 60) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں اول الامر سے اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر فی الحقيقة تم اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر طریق ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

پس اس آیت میں ایک حقیقی مون کے بارے میں ایک اصولی بات بیان فرمادی کہ اس نے اپنے اطاعت کے وصف

گیا۔ مگر میں کہتا ہوں یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کر بہہ نگلی تھیں یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تشویش کر لیا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ وہ تلوار جو ان کو اٹھانی پڑی وہ صرف اپنی حفاظت کے لئے تھی ورنہ اگر وہ تلوار نہ بھی اٹھاتے تو یقیناً وہ زبان ہی سے دنیا کو فتح کر لیتے۔ فرماتے ہیں: ”سخن کر زد دل بروں آید نشید لاجم بر دل“، یعنی وہ بات جو دل نے نکلتی ہے۔ نشید لاجم بر دل۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دل

گروہوں کا کتنا قصور ہے اور اس وجہ سے مسلم امت کس حد تک متاثر ہو رہی ہے، میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھوں گا۔ کافی لمبا اقتباس ہے جو اطاعت کے معیار، اطاعت کی اہمیت، اطاعت نہ کرنے کے نقصانات اور اسلام کے پھیلے میں اطاعت کے کردار وغیرہ پہلوؤں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اس زمانے میں احمدی ہی اس بات کا صحیح اظہار کر سکتے ہیں یا اطاعت کا صحیح انہصار کر سکتے ہیں اور دنیا کو دکھا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے وقار کو کس طرح قائم کیا جاسکتا ہے۔ بہر حال اپنے

مؤمن کا کام ہے کہ وہ مکمل طور پر ملکی قوانین کی پابندی کرے

عملی نمونے پہلے ہیں۔ پہلے اپنے اطاعت کے معیاروں کو ضرور اٹھ کر تیار کرتی ہے۔ جو بات دل سے لٹکے وہ دل پر بلند کرنا ہے۔

فرماتے ہیں: ”انہوں نے ایک صداقت اور حق کو قبول کیا تھا اور پھر سچے دل سے قبول کیا تھا۔ اس میں کوئی تکلف اور نمائش نہ تھی۔ ان کا صدقہ ہی ان کی کامیابیوں کا ذریعہ ٹھہر۔ یہ سچی بات ہے کہ صادق اپنے صدق کی تلوار ہی سے کام لیتا ہے۔ آپ (پیغمبر خدا علیہ السلام) کی شکل و صورت جس پر خدا پر بھروسہ کرنے کا نور چڑھا ہوا تھا اور جو جلائی اور جمائی رنگ کو لئے ہوئے تھیں۔ اس میں ہی ایک کشش اور قوت تھی کہ وہ بے اختیار دلوں کو کھینچ

خوب و اقت تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بارگراں کو سنبھالا ہے اس سے خوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کسی قابلیت تھی۔ مگر رسول کریم ﷺ کے حضور ان کا اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے

لیتے تھے۔ اور پھر آپ کی جماعت نے اطاعت الرسول کا وہ نمونہ دکھایا اور اس کی استقامت ایسی فوق الکرامت ثابت ہوئی کہ جو ان کو دیکھتا تھا وہ بے اختیار ہو کر ان کی طرف چلا آتا تھا۔ (اس نمونے کی جو انہوں نے دکھایا اور پھر مستقل مزاجی سے دکھاتے چلے گئے اس کی ہی کرامت تھی کہ جس نے اس کو دیکھا وہ بے اختیار ان کی طرف کھینچا چلا آیا) غرض صحابہ کی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے سے تیار ہو رہی ہے اسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے تیار کی تھی۔ اور چونکہ جماعت کی

کردینا ضروری ہوتا ہے۔ بدؤں اس کے اطاعت کے بقیہ پانی میں برکت ڈھونڈھتے تھے اور آپ کے لب مبارک کو متبرک سمجھتے تھے۔ اگر ان میں یہ اطاعت یہ تسلیم کامادہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک اپنی ہی رائے کو مقدم سمجھتا اور پھوٹ پڑ جاتی تو وہ اس قدر مرابت عالیہ کو نہ پاتے۔ میرے نزدیک شیعہ سنیوں کے جھگڑوں کو چکادینے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ صحابہ کرام میں باہم پھوٹ، ہاں باہم کسی قسم کی پھوٹ اور عداوت نہ تھی کیونکہ ان کی ترقیاں اور کامیابیاں اس امر پر دلالت کر رہی ہیں کہ وہ اور وہ فرمان برداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ اور اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ خالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا ادب اور تیزی کے نشانات ہیں۔ (پھر زوال ہی زوال

ایک نکتہ آپ نے یہ بیان فرمایا کہ ”مُجَاهِدَاتُ کی اس قدر ضرورت نہیں جتنی اطاعت کی ہے۔“ انسان جتنے چاہے مُجَاهِدَات کرتا ہے لیکن اگر اطاعت نہیں تو نہ ہی انسان کو روحانی لذت اور روشی مل سکتی ہے، نہ زندگی کا سکون مل سکتا ہے۔ پس جو لوگ اپنی نمازوں اور عبادتوں پر بہت مان کر رہے ہوتے ہیں اور اطاعت سے باہر نکلتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔

پھر اطاعت کا معیار حاصل کرنے کے لئے ایک اہم بات آپ نے بیان فرمائی کہ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کرنا ضروری ہے۔ اپنے تکبیر کو مارنا ہو

کرنے کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے خلافت کا نظام بھی جاری فرمایا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی حکومت دلوں میں قائم کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اور تنازعِ عدی صورت میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔

یہ بھی ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ خلافت کا نظام ہم

میں جاری ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف لوٹانے کے بارے میں مختلف فرقوں اور فقہاء کی اپنی اپنی تشریع ہے، تفیریں ہیں اور بعض ایسی ہیں جو معالموں کو سمجھانے کے بجائے الجھانے والی ہیں اور الجھا سکتی ہیں۔

ترقی ایسے ہی لوگوں کے نمونوں سے ہوتی ہے اس لئے تم جو صحیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔“ (الحمد 10 فروری 1901ء، صفحہ 2، 2)

اس ایک اقتباس میں آپ نے بہت سی باتوں کی وضاحت فرمادی۔ پہلی بات تو یہ کہ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو اور پھر اولو الامر یعنی اپنے سرداروں،

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ”اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔“

گا۔ اپنی انانیت پر چھری پھیرنی ہو گی۔ اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی کے موافق کرنا ہو گا تب ہی اطاعت کا معیار حاصل ہو گا۔ ورنہ آپ فرماتے ہیں اس کے بغیر اطاعت ممکن ہی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بڑے بڑے موحدوں کے دلوں میں بھی بہت بن سکتے ہیں۔ ایسے لوگ جو خدائے واحد کی عبادت کرنے والے ہیں یا کہتے ہیں کہ ہم ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہیں۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد بقول اُن کے ان کے دل میں ہے۔ فرمایا کہ ان کے دلوں میں بھی بہت بن سکتے ہیں۔ بیشک ایک خدا کی عبادت کا دعویٰ ہو

اسی طرح حکومتِ وقت کے ساتھ معاملات میں بھی مختلف نظریات مختلف مسائل پیدا کر سکتے ہیں۔ پس ایک اجتہاد اور فیصلہ خلافت کے تابع رہ کر ہی ہو سکتا ہے اور اس بات پر احمدی جتنا بھی شکر کریں وہ کم ہے۔ اور اس شکر کا اظہار خلافت کی مکمل اطاعت سے ہی ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض دفعہ اگر نظام جماعت کو چلانے کے لئے مقرر کردہ کارکنوں اور افراد جماعت کے تعلق میں کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے، کوئی تنازع پیدا جائے تو خلیفہ وقت اسے دُور کرتا ہے۔ یہ اس کے فرائض میں شامل ہے۔ یہاں یہ بھی واضح ہو کہ جیسا کہ میں نے کہا کہ خلافت کی

حکومت وغیرہ کی اطاعت کرو۔ اس میں حکومتی نظام بھی آجاتا ہے اور نظام جماعت بھی آجاتا ہے۔ اور خلافت کی اطاعت تو ان دونوں سے اوپر ہے کیونکہ خلافت اللہ اور اس کے رسول کے ادکامات کو ہی قائم کرتی ہے۔ اور یہ خلافت کی خوبصورتی ہے کہ بعض دفعہ اگر نظام جماعت کو چلانے کے لئے مقرر کردہ کارکنوں اور افراد جماعت کے تعلق میں کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے، کوئی تنازع پیدا جائے تو خلیفہ وقت اسے دُور کرتا ہے۔ یہ اس کے فرائض میں شامل ہے۔

اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کرنا ضروری ہے۔ اپنے تکبیر کو مارنا ہو گا۔ اپنی انانیت پر چھری پھیرنی ہو گی

لیکن خود پسندی اور فخر کے بہت دلوں میں بیٹھے ہوں گے جو ایک وقت میں پھر انسان کو ادنیٰ اطاعت سے بھی باہر نکال دیتے ہیں۔ بڑی بڑی باتیں تو ایک طرف رہیں۔ آپ نے واضح فرمایا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے سچی اطاعت کے بعد ہی اپنی عبادتوں کے وہ اعلیٰ ترین نتائج حاصل کئے جو ہمارے لئے آج نمونہ ہیں۔ اطاعت کس طرح ہونی چاہئے؟ ایک حدیث میں آتا ہے آپ نے یہ فرمایا کہ تمہارے اور اگر جبھی غلام بھی امیر مقرر کیا جائے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ منقہ کے سر والابھی اگر امیر مقرر کیا

اطاعت سے روح میں لذت، روشی آرہی ہے؟ اگر ہر ایک خود اس پر غور کرے تو وہ خود ہی اپنے معیارِ اطاعت کو پرکھ لے گا کہ کتنی ہے۔ کس قدر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر رہا ہے۔ کس قدر وہ رسول کی اطاعت کر رہا ہے۔ اور کس قدر مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم کردہ نظام خلافت کی اطاعت کر رہا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد کوئی نور حاصل نہیں ہوتا تو آپ نے فرمایا اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ حکومت وقت کی اطاعت سے آمن اور سکون تو پیدا ہو گا لیکن روحانی روشی اور لذت روحانی نظام کی اطاعت بھی چل سکتا ہے اور چلتا ہے اور ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس روحانی نظام کا حصہ ہیں اور امام الزمان کے نظام کو جاری

اطاعت حکومت سے بھی اوپر ہے تو کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہوئی چاہئے۔ خلیفہ وقت ملکی قوانین کی سب سے زیادہ پابندی کرتا ہے، کرنے والا ہے اور کروانے والا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ”اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔“

(ضرورۃ الامام، روحانی خزانہ جلد 13 صفحہ 493)

پس حکومت کے دنیاوی نظام کے اندر ایک روحانی نظام بھی چل سکتا ہے اور چلتا ہے اور ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس روحانی نظام کا حصہ ہیں اور امام الزمان کے نظام کو جاری

حکومتی فوجیوں نے انہیں گولیوں کی بارش کر کے ختم کر دیا۔ پھر اس نے اور آدمی بھیجی۔ وہ بھی مارے گئے۔ ان کا بھی وہی انجام ہوا۔ آخر سپاہیوں نے کہا کہ آگے بڑھنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ دشمن سامنے ہے اور جگہ تنگ ہے۔ ادھر ادھر ہم ہونہیں سکتے۔ اور پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے باابل پر قسمیں کھائی ہیں کہ حکومت کا ساتھ دینا ہے اور پولین کے سپاہیوں کو ختم بھی کرنا ہے۔ بہر حال ہم جملہ پوری طرح کر نہیں سکتے۔ دڑھ چھوٹا ہے اور مارے جاتے ہیں۔ کیونکہ پولین نے خود ہی ان حکومتی سپاہیوں میں بھی تربیت کر کے اطاعت اور فرمانبرداری کی باتیں سننے اور اطاعت سے ہی ملنی ہے۔ اس کے بغیر

بیعت کا تو مفہوم ہی اطاعت میں اپنے آپ کو فنا کرنا ہے۔ اور یہ مفہوم اتنا بلند ہے کہ دنیوی امور میں فرمانبرداری اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتی

انہوں نے اس کی بات مان لی اور اس کے ارڈر گرد جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اسی کو اپنا لیڈر بنالیا اور اطاعت اور فرمانبرداری کا بہترین نمونہ دکھایا۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ ایسا نمونہ دکھایا کہ اس نے نپولین کی اپنی زندگی کو بھی بدل دیا۔ باوجود اس کے کہ خود اس کو اطاعت کے لئے کہا جاتا تھا جب عملی طور پر اس کے سامنے اطاعت آئی تب اس نے اپنے آپ میں مزید انقلاب پیدا کیا۔ بہر حال ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ایک بڑی جنگ کے بعد نپولین ہار گیا اور اٹلی کے ایک جزیرے میں قید کر دیا گیا۔ وہاں کچھ وقت کے بعد کچھ لوگوں کی مدد سے آزاد ہوا۔ دوبارہ فرانس کے ساحل پر آیا۔ اس وقت تک فرانس میں نئی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ نیا نظام تھا۔ بادشاہ نے پاریوں کو بلا کر ان کے ذریعہ جرنیلوں اور سپاہیوں سے باابل پر ہاتھ رکھوا کر قسمیں لی تھیں۔ یہ عہد لیا تھا کہ وہ نئی حکومت کی اطاعت اور فرمانبرداری کریں گے۔ بادشاہ نے باابل پر ہاتھ رکھوا کر قسمیں اس لئے لی تھیں کہ اس کو پتا تھا کہ نپولین نے لوگوں میں اطاعت اور فرمانبرداری کی ایسی روح پیدا کر دی ہے کہ اگر وہ واپس سے انقلاب پیدا ہو گا۔ لیکن دنیاوی نظاموں میں بھی ہم آگیا تو لوگ پھر اس کے ساتھ مل جائیں گے۔ نپولین جب کسی طریقے سے قید سے رہا ہو گیا اور کچھ ساتھیوں نے ترقی جماعت کے ساتھ رہنے، امام وقت کی باتیں سننے اور اطاعت سے ہی ملنی ہے

کا جذبہ پیدا کیا تھا۔ اس نے اپنے سپاہیوں سے جواب ہو کر کیا تھا۔ اس کے ساتھ تھے کہا کہ ان سے جا کے دڑھ میں کھڑے ہو کے کہو کہ نپولین کہتا ہے کہ راستہ چھوڑ دو۔ لیکن اس پر بھی حکومتی سپاہی گولیوں کی بوجھاڑ کرتے رہے کہ ہم نے باابل پر قسمیں کھائی ہیں۔ اس لئے اب نپولین کا حکم نہیں مان سکتے۔ نپولین کو اس پر یقین نہ آیا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ میری ایسی تربیت ہے کہ یہ ہونہیں سکتا کہ میری بات نہ مانیں کیونکہ میں نے ہی ان میں فرمانبرداری کا مادہ پیدا کیا ہے، اطاعت کا مادہ پیدا کیا ہے۔ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میرے سپاہیوں پر گولیاں چلاں گی۔ پھر

ترقی نہیں مل سکتی۔ آج اس اصل کو اگر مسلمان بھی سمجھ لیں تو ایک ایسی عظیم طاقت بن جائیں جس کا دنیا کی کوئی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لیکن ہم جو احمدی کہلاتے ہیں یہیں کامل فرمانبرداری کے معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اطاعت کو روحاںی جماعتوں کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے انجام کے لحاظ سے بہترین کہا ہی ہوا ہے۔ اور یہ تو ہے ہی کہ جب اطاعت کریں گے تو انجام بہتر ہو گا جس سے انقلاب پیدا ہو گا۔ لیکن دنیاوی نظاموں میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ فرمانبرداری کی روح کیسے کیسے اونکھے کام دکھاتی ہے۔

اس نے بھیجا اور مزید آدمی مارے گئے۔ یہی انجام ہوا۔ آخر نپولین خود گیا کہ میں دیکھوں گا وہ کس طرح میری بات نہیں مانتے۔ چنانچہ وہ گیا اور اس نے کہا میں نپولین ہوں اور تم سے کہتا ہوں کہ راستہ چھوڑ دو۔ حکومتی فوج کے افسر نے کہا کہ اب ودون گئے۔ ہم نے نئی حکومت سے وفاداری کی قسم کھائی ہے۔ مگر نپولین کو یقین تھا کہ فرمانبرداری کا سبق تو اس نے لوگوں کو دیا ہے اور یہ سبق اتنی جلدی یہ لوگ بھول نہیں سکتے۔ نپولین نے انہی حکومتی فوجیوں کو کہا کہ میری فوجوں نے تو بہر حال آگے جانا ہے۔ اگر تم میرا سکھایا ہوا سبق بھول گئے ہو تو لو

نپولین کے بارے میں ہم تاریخ میں دیکھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے فرانس کو ایسے وقت میں سنبھالا جب وہاں اس نے اپنے ارڈر گرد ایسے لوگوں کو، زمینداروں کو، وہ اپنے عروج سے زوال کی طرف جا رہا تھا۔ نیچے نیچے عالم لوگوں کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ عوام میں سے جو اس کے وفادار تھے ان کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ وہ تجربہ کار گر رہا تھا۔ ملک کی حالت خراب سے خراب تر ہو رہی تھی۔ نپولین نے لوگوں سے کہا کہ جب تک تم میں ترقی اور پھاڑ ہے تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگر تم اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ اپنے اندر پیدا کرو تو تم جیت جاؤ گے، ترقیاں حاصل کرو گے، اپنا مقام حاصل کرو گے۔ چنانچہ ایسی روح اس نے پیدا کی کہ جو اس کے ارڈر گرد تھے، ہر بات ماننے والے تھے، جو ملک کے خیرخواہ لوگ تھے

مُسْتَحْمَدُونَ ہی ہیں تو فرمایا کہ پھر دیکھو کہ کس طرح ہر کام میں برکت پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور یہی بات ہمیں آنحضرت ﷺ کے ارشادات میں بھی ملتی ہے۔ اور جب تک یہ وحدت قائم نہیں ہو گی نہ خدا تعالیٰ ملے گانہ دوسری کامیابیاں مل سکیں گی۔ خدا تعالیٰ بھی انہی کو ملتا ہے، توحید کا صحیح ادراک بھی انہیں ہی ہوتا ہے جن میں وحدت ہوتی ہے۔

لپ ہمیں بھی صرف اس بات پر راضی نہیں ہو جانا
چاہئے کہ ہم نے بیعت کر لی۔ بیعت کے معیار کو حاصل

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور یہی بات ہمیں آنحضرت ﷺ کے ارشادات میں بھی ملتی ہے

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو ہر وقت سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ قوم بننے کے لئے یگانگت اور فرمانبرداری انتہائی ضروری ہے اور اس کے بغیر گروٹ اور تنزل ہی ہو گا۔ اس بارے میں قرآن کریم نے بھی ہمیں واضح فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَ اَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَ لَا تَفْرَقُوهُ وَ اذْكُرُوهُا نِعَمَتُ اللَّهُ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ اَغْدَاءَ فَالَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاصْبِحُوكُمْ بِنِعَمَتِهِ اِخْوَانًا وَ كُنْتُمْ عَلَى شَفَاعَ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَانْقَدَّ كُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ

میں سامنے کھڑا ہوں جس سپاہی کا دل چاہتا ہے وہ اپنے بادشاہ کے سینے میں گولی مار دے۔ میں ہی اب تک تم پر حکومت کرتا رہا ہوں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے بادشاہ کو مارنا ہے تو لو میں کھڑا ہوں تم میرے سینے میں گولی مارو۔ جب پولین نے یہ کہا تو ان سپاہیوں کا جو پرانا وفاداری اور فرمانبرداری کا جذبہ تھا وہ واپس آگیا۔ انہوں نے پولین زندہ باد کا نعرہ لگایا اور دوڑ کر اس میں شامل ہو گئے بلکہ کہتے ہیں کہ ان میں سے بعض بچوں کی طرح رو رہے تھے۔ جب یہ خبر جزل کو ملی جو فوج کے بڑے حصے کے ساتھ پیچھے تھا تو وہ آگے بڑھا کے جملہ کرے۔

کرنے کی ضرورت ہے۔ اور وہ ہے جیسا کہ بیعت کے لفظ سے پتالگا ہے بک جانا۔ اور تمہی خدا تعالیٰ کے فضلوں کے بھی ہم وارث بنیں گے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت ابو بکر بنی العنف اور حضرت عمر بنی العنف کی مثال دے کر اور دوسرے صحابہ کا عمومی ذکر کر کے یہ بتایا کہ یہ لوگ صائب الرائے اور دنیاوی اور سیاسی سوچ بوجھ رکھتے تھے اور وقت آنے پر ان کی یہ خوبیاں ان پر ظاہر ہو گیں اور بڑے شاندار طریق پر انہوں نے حکومت چلائی لیکن آنحضرت ﷺ کی زندگی میں لگتا تھا کہ انہیں کچھ بتا نہیں۔ مکمل اطاعت اور فرمانبرداری اور حکوموں

لَكُمْ أَلْيَتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهَتَّدُونَ (آل عمران: 104) لیکن جب اس کے کان میں نپولین کی آواز پہنچی کہ تمہارا
یعنی اللہ کی رسمی کو سب مضمومی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور
اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے
دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا
اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ
کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے تو اس نے تمہیں
اس سے بچالیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات
کھوں کھوں کر بیان کرتا ہے تاکہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔
پس یہ اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے۔ لیکن مسلمانوں کی
قدیمتی کے اس واضح ارشاد کے ملک جو تفرقہ کی انتہائی بُنخے
بادشاہ نپولین تمہیں بلا تا ہے تو وہ فوج اور جزل بھی اپنا
جو بعد کا اقرار تھا وہ بھول کر اس کے ساتھ شامل ہو گئے
اور فرمانبرداری کا جو پہلا اقرار تھا اس پر قائم ہو گئے۔
بہر حال یہ نپولین کی کوششیں تھیں کہ فرانس کے شدید
تفرقے کو دور کر کے اس نے فرمانبرداری کا جذبہ پیدا
کر دیا۔ حضرت مصلح مسعود رضی اللہ عنہ ایک جگہ یہ مثال بیان کر
کے فرماتے ہیں کہ نپولین یا اس جیسے دوسرے لیڈروں
کے پاس تو خدا تعالیٰ کی وہ تائید نہیں تھی جو سچے مذہب
کے ماس ہوتی ہے۔ لیکن پھر بھی انہوں نے انقلاب

یہی وہ حریب ہے جس سے ہم دنیا کے دل جیت سکتے ہیں، جس سے ہم دنیا کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے قدموں میں لا کے ڈال سکتے ہیں

پر چلنا ان کا کام تھا۔ اپنی تمام راؤں اور دانشوں اور عقلمند بیوں کو وہ لوگ انتہائی حقیر سمجھتے تھے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ ایک دن صحابہ نے کس طرح دنیا کی رہنمائی کی۔ یہی تربیت تھی جس نے خلافت را شدہ میں بھی اتحاد کر اعلیٰ ترین نعموں کا کھا بیٹھا۔

تاریخ میں جو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی دانشمندی،
نفسی اور قومی مفاد کو پیش نظر رکھنے کا ایک واقعہ آتا
ہے کہ ایک جنگ کے دوران حضرت ابو عبیدہ کو حضرت
عمر کا خط ملا جس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا
ذکر تھا اور حضرت عمر نے حضرت خالد بن ولید کو معزز ول

پیدا کیا۔ لیکن بیعت کرنے والوں کی تو مختلف صورت ہوتی ہے۔ بیعت کا تو مفہوم ہی اطاعت میں اپنے آپ کو فنا کرنا ہے۔ اور یہ مفہوم اتنا بلند ہے کہ دنیوی امور میں فرمانبرداری اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ **أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ** ایسا ہے کہ جب تک کوئی قوم اس پر عمل نہیں کرتی خواہ وہ سچے نہب کی پابند ہو یا اس سے ناواقف، کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔

آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کے طور پر بھیجا وے وہ مانو خوازمیات مجموعہ جلد 17 صفحی 509 (512)

امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو

نوہلائیں جماعت مجھے کچھ کہنا ہے پر ہے یہ شرط کہ ضائع مرا پیغام نہ ہو چاہتا ہوں کہ کروں چند نصائح تم کو تاکہ پھر بعد میں مجھ پر کوئی الزام نہ ہو جب گزر جائیں گے ہم تم پر پڑے گا سب بار سُستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو خدمتِ دین کو اک فضلِ الہی جانو اس کے بدلہ میں کبھی طالب انعام نہ ہو عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں دل میں ہو عشقِ صنمِ لب پر مگر نام نہ ہو عقل کو دین پر حاکم نہ بناؤ ہر گز یہ تو خود انہی ہے گر نیر الہام نہ ہو جو صداقت بھی ہو تم شوق سے مانو اس کو علم کے نام سے پر تالیعِ اوهام نہ ہو دشمنی ہو نہ محبانِ محمد سے تمہیں جو معاند ہیں تمہیں ان سے کوئی کام نہ ہو امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو باعثِ فکر و پریشانی حکام نہ ہو اپنی اس عمر کو اک نعمتِ عظیمی سمجھو بعد میں تاکہ تمہیں شکوہ ایام نہ ہو حسن ہر رنگ میں اچھا ہے مگر خیال رہے دانہ سمجھے ہو جسے تم وہ کہیں دام نہ ہو

(کلامِ محمود)

وجہ سے ہی ہیں۔ یہ زوال ہے اگر آج آپس میں ایک ہو جائیں تو یہ اعتراض بھی مخالفین کے ختم ہو جائیں کہ اسلام تواریخ کے زور سے پھیلا تھا۔ صحابہ کی یگانگت اور اطاعت ایسی تھی کہ اس نے دلوں کو فتح کر لیا تھا۔ پس اس اتحاد کی ضرورت ہے اور خاص طور پر مسحِ موعود کی جماعت کو، آپ نے اپنی جماعت کو توجہِ دلائی کہ تم صحابہ کا شہادتیہ پیدا کرو تاکہ تمہاری سچائی کی تواریخِ دشمنوں کو کاٹی چلی جائے۔ اور یہ اس وقت ہو گا جب کامل اطاعت اور فرمابنداری ہم میں سے ہر ایک میں پیدا ہوگی۔ ہر ایک اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت ہوگی تو اس نور سے بھی حصہ ملے گا جو آنحضرت ﷺ کو دیا گیا تھا۔

پس یہ ایک احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ حضرت مسحِ موعود علیہ السلام کی بیعت میں آکر آطیعووا اللہ و آطیعووا الرسول و اولی الامر منکُم کا ایسا نمونہ نہیں جو دنیا کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والا ہو۔ اور یہی وہ حرہ ہے جس سے ہم دنیا کے دل جیت سکتے ہیں، جس سے ہم دنیا کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے قدموں میں لا کے ڈال سکتے ہیں، جس سے ہم دنیا کے فسادوں کو ختم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے کہا ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے احکامِ قرآنِ کریم کی صورت میں موجود ہیں جو ہمارے لئے قابل اطاعت ہیں اور قابل عمل ہیں۔ ہمارے پاس اُس وہ رسول ﷺ کے موجود ہے جس کی اطاعت کرنا ہم پر فرض کیا گیا ہے۔

ہمارے اندر اولی الامر کا روحانی نظام بھی موجود ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے میں اور دوسروں میں ایک نمایاں امتیاز پیدا نہ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیقِ عطا فرمائے اور جو توقعاتِ حضرت مسحِ موعود علیہ السلام نے ہم سے رکھی ہیں ہم ہمیشہ ان کو پورا کرنے والے ہوں۔

کرتے ہوئے حضرت ابو عبیدہ کو امیرِ شکر مقرر فرمایا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ نے حضرت خالد کو وسیعِ ترقی مفاد کے پیش نظر اس وقت تک اس کی اطلاع نہیں کی جب تک اہلِ دمشق کے ساتھِ صلح نہیں ہو گئی۔ اور جو معاهدہ صلح تھا اس پر آپ نے حضرت خالد بن ولید سے دستخط کروائے۔ حضرت خالد بن ولید کو بعد میں پتا چلا کہ مجھے تو معزول کر دیا گیا تھا اور ان کو سپہ سالار بنایا گیا تھا تو انہوں نے شکوہ کیا مگر آپ نال گئے اور ان کے کارناموں کی تعریف کرتے ہوئے انہیں مطمئن کر دیا۔ اسلامی جریل حضرت خالد بن ولید نے اس موقع پر اطاعتِ خلافت کا انہتائی شاندار نمونہ دکھاتے ہوئے کہا کہ لوگو! تم پر اس امت کے امین امیر مقرر ہوئے ہیں۔ (حضرت ابو عبیدہ کو آنحضرت ﷺ نے امین کے لقب کا خطاب دیا تھا) حضرت ابو عبیدہ نے جواب میں کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنائے کہ خالد خدا کی تواریخ میں سے ایک تواریخ ہے اور قبیلے کا بہترین نوجوان ہے۔

(تاریخ الطبری جزء 4 صفحہ 82، منhadh بن جبل جلد 5 صفحہ 751) پس یہ تھا خوشیدی سے خلیفہ وقت کے فیصلے کو ماننا۔ آج بھی بعض دفعہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں۔ عموماً تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں اطاعت کا جذبہ ہے لیکن بعض ایسے بھی ہیں۔ جب کسی عہدہ سے ہٹایا جائے تو سوال ہوتا ہے کیوں ہٹایا گیا ہے؟ کس لئے ہٹایا گیا ہے؟ کیا کسی تھی ہم میں؟ اگر یہ نہ نہیں اپنے سامنے رکھیں جو تاریخ ہمیں دکھاتی ہے تو کبھی اس قسم کے سوال نہ اٹھیں۔ بہر حال ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ آج بھی وہی قرآن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں۔ اسی رسول کی ہم پیروی کرتے ہیں جس نے ہماری رہنمائی کی ہے اور احادیث کی کتب میں ہمیں وہ رہنمائی مل بھی جاتی ہے۔ لیکن مسلمانوں کی حالت کیا ہے؟ یا آپس کا فتنہ و فساد ہے یا دنیا کے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں۔ حضرت مسحِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آج جو یہ پھوٹے اور شیعہ سنی کے جھگڑے ہیں، (بلکہ اب تو اور بھی تقسیمیں ہو گئی ہیں)، یہ اطاعت سے باہر نکلنے کی مزید

سَلَامٌ

KEIN FRIEDEN OHNE GERECHTIGKEIT

JALSA SALANA 2025

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ
يُلِّمُوا إِيمَانَهُمْ
بِظُلْمٍ أُولَئِكَ
لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ
مُهْتَدُونَ ﴿٢٧﴾



مکرم شمسداد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی

تقریر جلسہ سالانہ جرمی 2025ء

نظام جماعت کی برکات

اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے
يَا يَهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَا شَاهِدًا وَ مُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا وَ دَاعِيًّا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَ سَرَاجًا
مُّنِيرًا (الحزاب: 46,47) کہ اے نبی ہم نے تمہیں
شہد، مبشر اور نذیر اور اللہ کے حکم سے ایک داعی ای اللہ اور
منور کر دینے والا سورج بن کر سمجھا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہؓ کے متعلق خود فرمایا کہ أَصْيَحَّا
كَالْجُوْمِ فَيَأْتِهِمْ افْتَدِيْشُمْ اهْتَدِيْشُمْ
(مشکوٰ، کتاب المناقب، حدیث نمبر 6018) کہ میرے
صحابہ تاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی پیروی
کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ گویا جس طرح اللہ تعالیٰ نے
جسمانی نظام میں سورج کو نور کا مرکز بنایا اور کائنات کا
نظام اُس کے گرد گھومتا ہے۔ اسی طرح روحانی کائنات
کے سورج محمد صطفیٰ ﷺ ہیں۔ باقی پوری روحانی دنیا
آپ کے گرد گھومتی ہے۔ لیکن قرآن کریم میں یہ بھی

یعنی زمین و آسمان کی پیدائش اور رات اور دن
کے آگے پیچھے آنے میں عقائد و کیفیت کے لئے نشان ہیں جو
اُنھیں بیٹھتے اور پہلووں کے بل لیتے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے
ہیں اور زمین و آسمان کی تخلیق اور (ان کے ایک نظام کے
تحت چلنے) پر غور کرتے ہیں، تو پکار اُنھیں ہیں کہ اے خدا
تو نے یہ نظام باطل طور پر پیدا نہیں کیا۔ چنانچہ اس کے بعد
ان کا خیال اس جسمانی نظام سے ایک روحانی نظام کی طرف
جاتا ہے، جس کا سورج نبی اور ستارے اُس نبی کے پیروکار
ہوتے ہیں، جو دعا کرتے ہیں کہ رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا
مُنَادِيًّا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ
فَأَمَّنَا (آل عمران: 194) کہ اے ہمارے رب ہم نے
ایمان کی طرف ایک بلانے والے کی پکار کو سنا جو کہتا تھا کہ
اپنے رب پر ایمان لاؤ، سو ہم ایمان لے آئے۔ اس طرح
وہ مون بھی اُس روحانی نظام کا حصہ بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَلَقَدْ زَيَّنَا
السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيَّهِ وَ جَعَلْنَاها
رُجُومًا لِلشَّيْطَانِ (الملک 6) اس آیت میں اللہ تعالیٰ
نظام کائنات کی تخلیق اور اس کے چلنے میں غور و فکر کی
دعوت دیتا ہے اور اسے اپنی ہستی کے ثبوت کے طور پر پیش
فرماتا ہے کہ اس پر بار بار نظر دوڑاؤ۔ فرمایا کہ يَنْقَلِبُ
إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَ هُوَ حَسِيدٌ (الملک 5)
تمہاری نظر تھک ہار کرو اپس آجائے گی لیکن تمہیں اس کے
قائم کردہ نظام میں کوئی رخنہ نظر نہیں آئے گا۔

ایک اور مقام پر فرمایا اَنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَالْخِلَافِ الْيَلِ وَالنَّهَارِ لَا يَلِتِ
لَاوِي الْأَلْبَابِ۔ الدِّينَ يَدْكُرُونَ اللَّهَ قِيلَمًا
وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوْبِهِمْ وَيَنْقَلِبُونَ فِي
خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ
هَذَا بَاطِلًا سُبْحَنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔
(آل عمران: 191 تا 192)

گھات میں پاتا ہے۔ مطلب یہ کہ شیطانی لوگ مامورِ مُنَّ اللہِ کی بعثت سے پہلے مذہب پر، انبیاء پر، حتیٰ کہ خدا پر بھی اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ ان کو جواب دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔ لیکن مامورِ مُنَّ اللہِ کی بعثت کے بعد جب ایک جماعت قائم ہو جاتی ہے تو ایک طرف اعمال صالح کے ذریعہ اُس جماعت کی کارکردگی تاروں کی طرح چکتی اور خوبصورت دلکھی دیتی ہے اور دوسرا وہ جماعت شہابِ ثاقب کی طرح دین کا دفاع کرتی اور دشمن کے حملوں کا جواب دیتی ہے۔

چنانچہ اس زمانے میں بھی ایسا ہی ہوا کہ جب پیشگوئی کے مطابق مُحَمَّد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کے قائم فرمودہ آسمانی نظام پر یعنی اسلام پر ایک رات چھاگئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ظل اور بروز کامل کو مبعوث فرمایا اور رُوحانی طور پر پھر ایک نئی زمین اور نیا آسمان قائم کر کے مومنوں کی جماعت کو رُوحانی نظام میں پروردیا۔

پس آج اللہ تعالیٰ نے پیشگوئیوں کے مطابق خلافت کا نظام قائم فرمادیا ہے اور سچائی کا آفتاب پھر نئے سرے سے طلوع ہو چکا ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ وَاعْتَصِمُوا بِعَيْنِ اللَّهِ جَمِيعًا وَ لَا تَفَرَّقُوا (آل عمران: 104) کے الہی فرمان کے مطابق اللہ کی رسمی کو مضبوطی سے ایسے تھام لیں، جیسے آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا تھا۔ فرمایا کہ مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے۔ جس کے ایک حصہ میں تکلیف ہو تو سارا جسم تکلیف محوس کرتا ہے۔ (بخاری حدیث 2586)

جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو ہمیں ایک جسم کے اندر کئی سسٹم اور کئی اعضاء الگ الگ کام کرتے نظر آتے ہیں۔ ہر سسٹم اور ہر حصہ، ایک نظام کے تحت کام کر رہا ہے۔ ہر حصہ اپنا کام مکمل کرتا ہے اور کام میں کوئی سستی نہیں کرتا۔ پھر کوئی عضو دوسرے اعضاء کے کام میں دخل اندازی نہیں کرتا۔ ہر حصہ اپنا کام مکمل کر کے دوسرے اعضاء سے تعاون کرتا ہے۔ نتیجہ پورا جسم صحتمند رہتا ہے۔ بصورت دیگر اگر کوئی عضو اپنے کام میں سستی کرے یا دوسرے اعضاء میں مداخلت کرے یا دوسرے اعضاء سے تعاون نہ کرے تو

وہی ہو گی جو میری اور میرے صحابہؓ کی ہے۔ یعنی انہیں میرے اور میرے صحابہؓ کی طرح دُکھوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہ میرے فیوض و برکات کے بھی وارث ہوں گے، اسی لئے فرمایا کہ عَلَیْکُم بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّ يَدَ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَدَّ شُدًّا فِي النَّارِ (الباقع الصغری نمبر 2729) اُس جماعت سے وابستہ رہنا تمہارا فرض ہے کیونکہ جس نے اُسے چھوڑا گویا وہ آگ میں پچھنکا گیا۔ چنانچہ جس جماعت اور جس نظام پر اللہ کا ہاتھ ہو، اُس سے بڑھ کر برکات کے وارث کون ہو سکتے ہیں؟ چنانچہ جو نظام آج سے چودہ سو سال پہلے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کے ذریعہ قائم ہوا تھا، آج حضرت مُحَمَّد مُوَلَّدِ عَلَیْہِ السَّلَامُ کے ذریعہ اُسی نظام کی تجدید کی گئی ہے۔

اس رُوحانی آسمان کے قیام کا مقصد اللہ تعالیٰ یہ بیان فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ زَيَّنَنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْتَهُ کہ ہم نے نچلے آسمان کو تاروں سے مزین کیا ہے۔ یعنی یہ نظام باقی سب نظاموں سے خوبصورت نظر آئے گا۔ اور دوسرا یہ کہ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيْطَيْنِ (الملک: 6) اور ہم نے اسے شیطانوں کو مار بھگانے کا ذریعہ بنایا ہے۔ یعنی اس کے ذریعہ دشمن کی طرف سے ہونے والے حملوں کا منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ یہ دراصل رُوحانی اور مذہبی آسمان کی بات ہو رہی ہے۔ کیونکہ نبی کی بعثت سے قبل جن اور شیطان قسم کے لوگ رُوحانی آسمان میں دخل دیتے اور خدا کی تعلیم پر حملے کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جب نبی مبعوث ہو جاتا ہے اور ایک جماعت قائم ہو جاتی ہے تو اس نبی کے پیغمبر و کار اُس رُوحانی آسمان کے تارے بن کر اُس کائنات کی حفاظت کرتے ہیں اور دین پر ہونے والے ہر حملے کا جواب دیتے ہیں۔

سورہ الجن میں ہے کہ جنوں نے کہا کہ وَأَنَا أَكُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلشَّمَمِ کہ پہلے تو ہم آسمان کی باتیں سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے فَمَنْ يَسْتَمِعِ إِلَّا نَيِّدُ لَهُ شَهَابًا رَّصَدًا (اجن: 10) لیکن اب جو سننے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ایک شہابِ ثاقب کو اپنی

واضح فرمایا کہ جیسے رات اور دن بدلتے رہتے ہیں، اسی طرح اس رُوحانی زمین اور آسمان میں بھی ایک وقت آئے گا کہ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوَرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ (الکویر: 3، 4) کہ یہ سورج چھپ جائے گا۔ ستارے ماند پڑ جائیں گے اور بظاہر رات چھا جائے گی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ وَالصَّحْيٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَعَكَ رَبِّكَ وَمَا قَلَ (النُّحِيٰ) کہ جب دن کے بعد رات چھا جائے تو یہ مت سمجھنا کہ تمہارے رب نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ نہیں، بلکہ خدا پھر اس نظام کی تازگی کے سامان کرے گا۔ فرمایا وَاللَّيْلِ إِذَا عَسَعَسَ۔ جب رات پیٹھ پھیر لے گی وَالصَّبْرِ إِذَا تَنَفَّسَ (الکویر: 18، 19) اور صبح دوبارہ سانس لینے لگے گی یعنی بقول حضرت مسیح موعود عَلَیْہِ السَّلَامُ کے لئے پھر اس روشنی اور تازگی کا دن آئے گا جو پہلے وقوتوں میں آچکا اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا۔

(فتح الاسلام، رُوحانی خزانہ جلد 3، صفحہ 11)

چنانچہ آخری زمانے کے بارے میں پیشگوئی تھی کہ جب ظلمت اور تاریکی چھا جائے گی تو اللہ تعالیٰ آخرین میں بھی آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کے ظل اور بروز کو مبعوث فرم کر رُوحانی طور پر ایک نئی زمین اور نیا آسمان قائم کر دے گا۔ یہ کب ہو گا؟ آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اُس وقت میری اُمّت بنی اسرائیل کی طرح ہتھر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ بہتر دوزخی ہوں گے اور صرف ایک ہو گا جو جنت کی برکات کا وارث ہو گا اور یاد رکھنا کہ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ، کہ وہ ایک جماعت ہے۔ (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 4597) اسی دور کے متعلق فرمایا تھا کہ فَإِنْ رَأَيْتَ يَوْمَيْدِ حَلِيقَةَ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ فَالْرُّزْمَهُ وَإِنْ نُهِكَ جِسْمُكَ وَأُخِدَ مَالَكَ (مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر 22916) کہ اگر تو اس دن زمین میں اللہ کے خلیفہ کو دیکھے تو اُس سے چھٹ جانا۔ اگرچہ تیرا جسم نوچ لیا جائے اور تیر امال لُوٹ لیا جائے۔ اور اُس مُنْظَم جماعت کی نشانی یہ بتائی کہ مَا آنَا عَلَیْهِ وَأَصْحَابِي (ترمذی، حدیث نمبر 2641) کہ ان کی حالت

کے مطابق کسی جرم کی سزا اتنی ہی ہے جتنا کسی نے جرم کیا۔ ہاں اگر معافی سے اصلاح ہوتی ہو تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے (الشوری: 41) نیز فرمایا کہ **اللَّمَ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عَبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَةَ** (التوبہ: 104) یعنی کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان سے صدقات قبول فرماتا ہے۔ حتیٰ کہ کافروں کے متعلق بھی فرمایا کہ **فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَتَوْا الزَّكُوَةَ فَإِنَّهُمْ فِي الدِّينِ** (التوبہ: 11) یعنی اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز اور زکوٰۃ ادا کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ پس سزا کا معاملہ ہو یا کسی کی معافی کا، نظامِ خلافت کے فیصلے کو قبول کرنا ہمارا فرض ہے۔ انفرادی طور پر اعتراض کرنے والا اپنے بھی نقصان کرتا ہے اور قوم کا بھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے مومنو! فاسق کی بات پر دھیان نہ دینا۔ **وَأَعْلَمُوا أَنَّ فِيْكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ۝ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِيْ كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ لَعِنْتُمْ** کہ جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول موجود ہے اگر وہ اکثر معاملات میں تمہاری باتیں مانے لگے تو تم تکلیف میں پڑ جاؤ گے (الجہات: 8)۔ پس جب اللہ کا حکم ہے کہ اللہ کی، اس کے رسول کی اور اولاد امر کی اطاعت کرو تو ان کے قائم کر دو پورے نظام کی اطاعت میں ہی ہر قسم کی برکت ہے۔ جو اس نظام سے دُور جائے گا وہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق گویا آگ میں پھینکا گیا۔ (تمذی) وہ جہالت کی موت مراد۔ (بخاری، کتاب الفتن)

حضرت عبادہ بن ولیدؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کی اس بات پر بیعت کی کہ ہم سین گے اور اطاعت کریں گے خواہ ہمیں نیق ہو یا سہولت، پسند ہو یا ناپسند اور ہم اختیارات کے بارے میں ذمہ دار لوگوں سے جھگڑا نہیں کریں گے، سچ بات کہیں گے اور اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ (مسلم، کتاب الامارة)

آیات میں خدا ہمیں خبردار کر رہا ہے کہ مومنوں کو اس قسم کی آزمائشوں میں ڈالنے والے شیطان اور جرم ہر دوسرے نبیوں کے دشمن رہے ہیں (الفرقان: 32) تم بھی ان سے ہوشیار رہنا اور انہیاء و خلافاء کی جماعت اور ان کے قائم کردہ نظام سے وابستہ رہتے ہوئے کلمہ طیبہ کی روح کے مطابق اللہ کی عبادت کرنے اور شرک سے پرہیز کرنے والے گروہ میں شامل رہنا۔

لہذا آج ضرورت ہے کہ ہم کلمہ طیبہ کی حقیقی روح کو سمجھتے ہوئے نظام کے ساتھ مضمبوط وابستگی اور وحدت کا مظاہرہ کریں اور معاشرے میں نفرت اور تفرقہ پیدا کرنے والی اُن بیماریوں پر بھی نظر رکھیں جو وقاوٰۃ علیمی میں سر اٹھاتی ہیں۔ لوگ انہیں معمولی سمجھتے ہیں لیکن وہ اثر کے اعتبار میں معمولی نہیں ہوتیں۔ اُن کا بروقت علاج ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے جہاں ہمیں اس رُوحانی آسمان کے سارے بن کر بیرونی دشمن کے علمی حملوں کا جواب دینا ہے وہاں اندر وہی طور پر اس بات کا خیال بھی رکھنا ہے کہ دشمن بدظیلیاں اور غلط نہیں پیدا کر کے نظام کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے اور اگر کوئی ایسی جارت کرے تو خلیفہ وقت کی ہدایات کی روشنی میں دشمن کے منصوبہ پر شہاب ثاقب بن کر گریں اور اسے ناکام و نامراد بنا دیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص تمہارے پاس آئے جبکہ تم ایک فرد واحد کی قیادت پر جمع اور متحد ہو اور وہ شخص تمہارا عصا (وحدت) توڑنا چاہے یا تمہاری جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہے تو فرمایا کہ **فَاقْتُلُوْهُ أَسْ سے قطع تعلق کرلو۔** (مسلم، کتاب الامارة) معاشرے میں غلطیاں اور کمزوریاں بھی ہوتی ہیں، سزا میں بھی ہوتی ہیں اور معافیاں بھی ہوتی ہیں۔ شیطانی حملوں سے بچنے کے لئے ہمیں کمزوروں اور کمزوریوں پر نظر رکھنی چاہئے لیکن یہ بھی پیش نظر رہے کہ ہر کام کے لئے شعبہ جات قائم ہیں۔ شعبہ اگر غلطی کرے تو اس کی اصلاح کا بھی ایک نظام ہے جس کی پابندی کرنا لازم ہے۔ انفرادی طور پر کسی کو کوئی معاملہ اپنے ہاتھ میں لینے کی کوئی بھی مہذب معاشرہ اجازت نہیں دیتا۔ قرآن کریم اور اے کاش میں فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بناتا۔ ان

سونے سے پہلے چشمِ تصور میں، میں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاتے وقت بھی دعا نہ ہو۔”
(خطبہ جمعہ 6 جون 2014ء)

کیا ایسے نظام کا دنیا کے کسی اور نظام سے موازنہ ہو سکتا ہے؟ کیا کسی ملک کے حکمران اپنی عوام کا اس طرح خیال رکھتے ہیں؟ ان کے لئے اس طرح بے چین ہوتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہی وہ چیز ہے جس نے اس رُوحانی آسمان کو ایسا روش، چکدار اور خوبصورت بنادیا ہے، جس کے سامنے دنیا کی تمام زیستیں بے رونق دکھائی دیتی ہیں۔ نظامِ جماعت کا حسن یہ ہے کہ اس میں ہر سطح پر افرادِ جماعت عہدیداروں کی اطاعت کرتے ہیں اور عہدیدار احبابِ جماعت سے محبت اور ہمدردی کرتے ہیں۔ یہی بات کسی معاشرے میں کامیابی کی حمانت ہوا کرتی ہے۔ کسی بھی جانب سے کیا کوئی تابعی کامظاہرہ انفرادی و اجتماعی سطح پر نقصان اور بے برکتی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اگر کسی کو شکایت ہو تو نظام میں اس کی راہنمائی موجود ہے۔ لیکن کسی بھی صورت میں امیر یا کسی عہدیدار کی اطاعت سے زوگردانی کی اجازت نہیں۔ آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اگر ایک جشی غلام بھی تم پر امیر قرر کیا جائے جس کا سرمنقی کے دانے کے برابر ہو، اس کی بھی اطاعت لازم ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، حدیث نمبر 2860) تاں شکایت ہونے کی صورت میں حضرت خلیفۃ المسکنۃ فرماتے ہیں: ”اگر نظامِ جماعت پر حرف آتے ہوئے دیکھیں تو آپ کے لئے راستہ کھلا ہے۔ خلیفہ وقت تک بات پہنچائیں اور مناسب ہے کہ اس عہدیدار کے ذریعہ سے ہی بھجوائیں۔ بغیر نام کے شکایت پر غور نہیں ہوتا۔ اگر اصلاح چاہتے ہیں تو کھل کر سامنے آنا چاہئے۔ لیکن یاد رکھیں! آپ کو یہ قطعاً اجازت نہیں ہے کہ کسی بھی عہدیدار کی نافرمانی کریں۔“
(خطبہ جمعہ 22 اگست 2003ء، خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 266)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسکنۃ عہدیدار ان کو بھی احبابِ جماعت کا خیال رکھنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”انہیں مفوضہ اختیارات کا غلط استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ میں کسی ایسے امیر کو جو لوگوں کا ہمدرد نہیں ہے مقرر کرنا بالکل پسند نہیں کرتا۔ انہیں... صرف نظم و ضبط

جائے گا، ہم اسے آزادی نہیں دیں گے... تمامِ ممتدان دنیا کم سے کم اس وقت اس کو صحیح تعلیم کرتی ہے۔ اسی کی طرف قرآن کریم نے چودہ سو سال پہلے اشارہ فرمایا اور کہا... جو نظام اور ضبطِ نفس کا قائل نہیں... وہ اپنے اور اپنی قوم کے لئے ہرگز عزت کا موجب نہیں بن رہا۔“
(تفسیر کیر، جلد 14، صفحہ 489 سورۃ الماعون)

میاں محمد بخش کا شعر ہے کہ

فضلِ تیرے نال لو ہے ترے پھیاں دے سگِ رل کے مندے وی جست جانُوْ محمد چنگیاں دا لڑ پھڑ کے لوہا پانی پر تیر نہیں سکتا۔ لیکن یہی لوہا جب لکڑی کے تنخے کے ساتھ بجڑ جائے تو اُس لکڑی کے باعث لوہا بھی تیر نے لگتا ہے۔ اسی طرح یہ نظامِ جماعت کی برکت ہے کہ اس کے ساتھ وابستہ رہنے سے ہم جیسے کمزور اور گہنگا ر لوگوں کا بھی بیڑا پار ہو جاتا ہے اور ہم بھی نظامِ جماعت کی اجتماعی برکتوں سے فضیل یا ہوتے ہیں۔

یہ اس الٰہی نظام کی ہی برکت ہے کہ خدا نے ہمیں خلافت کی صورت میں وہ لیڈر عطا فرمایا ہے جس کا موازنہ دنیوی لیڈروں سے نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ وہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ ہمارے دُکھوں کو محسوس کرتا ہے۔ ہمارے لئے راتوں کو جاگتا اور دعائیں کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسکنۃ فرماتے ہیں:

”کون سادنیاوی لیڈر ہے جو یہاروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سالیڈر ہے جو اپنی قوم کی بیکھیوں کے رشتتوں کے لئے بھی بے چین ہو اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔ کون سالیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو...“
جماعتِ احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفہ وقت کو رہتی ہے... غرض کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی، ایسا نہیں جس پر خلیفہ وقت کی نظر نہ ہو، اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھلکتائے ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ میں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے... دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں

یہ آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تعلیم اور آپ کے صحابہ کی نظام سے واہنگی کا نمونہ ہے۔ حضرت مُصطفیٰ مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملت اور پیگنگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمابندرداری کے اصول اختیار نہ کرے۔ اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادب اور تمثیل کے ثناں ہیں۔“

مسلمانوں کے ضعف اور تمثیل کے مجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلافات اور اندر وینی تنازعات بھی ہیں۔ پس اگر اختلافِ رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، پھر جس کام کو چاہتے ہیں ہو جاتا ہے۔ پیغمبر خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے زمان میں صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے... مگر رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپ نے کچھ فرمایا، اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حفیر سمجھا... اسی کو واجبِ العمل قرار دیا... غرضِ صحابہ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے، اسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے تیار کی تھی... اس لئے تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو۔ اپنے اندر صحابہ کی رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی، باہم اختلاف ہو تو ویسی ہو۔ غرضِ ہر رنگ میں، ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آیت 60)

حضرت مصلح موعود ضَرِبَ اللہُ فرماتے ہیں:

”قرآن جس کو اطاعت کہتا ہے وہ نظام اور ضبطِ نفس جماعتِ احمدیہ کو یہ شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انفرادی کا نام ہے، یعنی کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انفرادی آزادی کو قومی مفہاد کے مقابلہ میں پیش کر سکے۔ یہ ہے ضبطِ نفس اور یہ ہے نظام۔ تمام قانون جو دنیا میں بننے ہیں تمام گور نہمنٹیں جو... قانون بناتی ہیں، تمام ملک کی آبادی اس کے ماتحت ہوتی ہے۔ حکومتیں کہتی ہیں کہ فرد بے شک آزاد ہے، مگر اسے ایسی آزادی حاصل نہیں کہ وہ قوم کو نقصان پہنچائے۔ ہم فرد کو زیادہ سے زیادہ آزادی دیں گے۔ مگر جہاں اس کا فائدہ قوم کے فائدہ سے مکرا

ہیں کہ ہماری ابتداء ایک شخص ہے۔ دنیانے اس کا انکار کیا، مگر کیا وہ ایک ایسا نجی ہے جو زمین میں بولیا گیا اور وہ مٹی میں ڈب کر مٹ جائے گا؟ اور روئیدگی نہ پیدا کرے گا؟ نہیں! بلکہ خدا نے اسے قبول کیا اور پھر ایک قوم پر نہیں، دو قوموں پر نہیں، ایک ملک پر نہیں، دو ملکوں پر نہیں، بلکہ ساری دنیا پر اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا جس کا یہ مطلب ہے کہ اُس کو قبولیت بخشی جائے گی۔ اور اس کثرت سے اُس کا دین پھیل جائے گا کہ دوسرے مذاہب ... کا نام لینے کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔

(خطبات مجدد جلد 11، صفحہ 350 تا 352)

آج ہماری حالت وہی ہے جو فرانسیسی مصنف نے آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کی دیکھی تھی، جو کچھ مکانوں میں بیٹھ کے دنیا کی کالیا پلٹنے اور دین محمد ﷺ کو دنیا پر غالب کرنے کی سرگوشیاں کر رہے تھے۔ جس طرح خدا نے ان کمزور اور بنتے بندگاں خدا کی سرگوشیوں کا نتیجہ آسمانی برکات کی صورت میں ظاہر فرمایا، وہی نتیجہ اور وہی برکات آج نظام جماعت احمدیہ سے وابستہ کر دی گئی ہیں۔ آج یہی کثرت ہے جو دنیا کو روحانی تباہی کے طوفان سے بچا سکتی ہے اور یہی نور ہے جو صراطِ مستقیم کی طرف را ہمنامی کر سکتا ہے۔

ایک طوفان ہے خدا کے تہر کا اب جوش پر نوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار میں وہ پانی ہوں جو آیا آسمان سے وقت پر میں ہوں وہ نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

تقریب صدر الحجۃ امام اللہ و صدر خدام الاحمدیہ جرمی
سیدنا حضرت خلیفۃ المسکن الحجۃ امام ﷺ نے دو سال (2025ء تا 2027ء) کے لئے محترم حامدہ سون چودھری صاحبہ کا بطور صدر الحجۃ امام اللہ جرمی اور مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب، مریبی سلسلہ کا بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمی تقرر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز بارکت فرمائے، خلافت احمدیہ کا حقیقی سلطان نصیر بن کر مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

جس نے میرے تعصب کو پاش پاش کر دیا اور میرے نقطہ نگاہ کو بدل دیا اور وہ یہ تھا کہ میں اپنی قوت و اہم کے ذریعہ 1300 سال پیچھے گیا اور میں نے دیکھا... کہ کچھ لوگ میلے کچلے کپڑے پہنے ایک کچھ عمارت میں بیٹھے ہیں ... ان کے پاس کوئی سازو سامان نہیں بلکہ ایک ایسے مکان میں بیٹھے ہیں جس پر بھجور کی شاخوں کی چھٹت ہے ... وہ کہہ رہے ہیں کس طرح دنیا کو فتح کریں اور کس طرح ساری دنیا پر خدا کا دین پھیلایاں۔ میں نے ان کی باتوں کو سنا اور پھر تاریخ کے دوسرے صفحات میں دیکھا کہ واقعہ میں چند سال کے بعد انہوں نے دنیا کو فتح کر لیا اور جس دین کو وہ خدا کی طرف سے سمجھتے تھے اسے پھیلایا جا ... بعینہ یہی کیفیت اس وقت ہماری ہے۔ ہماری جماعت ظاہری حالت کے لحاظ سے کمزور ترین نہیں بلکہ ایک ہی کمزور جماعت ہے۔ دنیا میں کوئی ایک بھی منظم جماعت جو کام کر رہی ہو، ہم سے کمزور نہیں ہے۔ مگر باوجود اس کے کسی کے ارادے ایسے بلند اور اور ایسے وسیع نہیں ہیں اور ان میں سے کوئی بھی یہ امید نہیں رکھتی کہ وہ دنیا کے موجودہ نظام کو توڑ کر ایک نیا نظام جاری کرے گی، سوائے ہماری جماعت کے۔ عیسائی جو ساری دنیا پر حاوی ہیں، محسوس کر رہے ہیں کہ ان کی طاقت ٹوٹ رہی ہے۔ ان کے عقائد اس بات کو محسوس کر رہے ہیں کہ ان کی طاقت کو کیڑا لگ چکا ہے جو گھن کی طرح اندر ہی اندر اس کو کھائے جا رہا ہے۔ دوسری طاقت مسلمانوں کی ہے۔ وہ بھی اس امر کو محسوس کر رہے ہیں کہ وہ بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ عیسائی تو محسوس کر رہے ہیں کہ وہ ٹوٹ رہے ہیں۔ مگر مسلمان سمجھتے ہیں وہ ٹوٹ چکے ہیں ... اس وقت ایک ہی ایسی جماعت ہے جو کمزوری کے لحاظ سے دنیا میں سب سے گری ہوئی ہے، مگر ارادہ کے لحاظ سے سب سے بڑھی ہوئی ہے ... اُس کی بنیاد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود ﷺ کے متعلق فرمایا ہے ”دنیا میں ایک نذر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے نور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ 104) یہ ہماری بنیاد ہے جس کے معنی یہ

قائم رکھنے کے لئے اطاعت کے لئے کہا جاتا ہے ... مگر نظر و ضبط کا مطلب سختی اور غیرہ برد رانہ روئی نہیں ہے۔ میں خود کو کسی ایسے امیر کے ہاتھوں میں محفوظ نہیں سمجھتا جو احمدیوں سے اس قسم کا رہیا اغیار نہیں کرتا جو مجھے پسند ہے۔ چنانچہ نہیں ہونا چاہئے کہ کوئی مشتری اخچارج، کوئی صدر اپنی طاقت کا غلط استعمال کرے۔“

(خطبات طاہر جلد اول، صفحہ 193، خطبہ جمعہ 8 اکتوبر 1982ء)
نظام جماعت کے اندر رہتے ہوئے خلافی کرام کی ان ہدایات پر عمل کرنے سے آسمانی برکتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ دین کو مضبوطی ملتی ہے، خوف آسمن میں بدلتے ہیں، عبادت کی توفیق ملتی ہے اور اللہ کی ذات پر ایمان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہی یقین آئندہ ترقیات کا پیش نیسمہ بن جاتا ہے۔

سورۃ بقرۃ کے آغاز میں متقیوں کی علامات بیان کرتے ہوئے مختلف امور پر ایمان لانے کا ذکر ہے لیکن آخرت کے متعلق فرمایا کہ وَبِالآخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُونَ کہ وہ آنے والے موعود وقت پر صرف ایمان ہی نہیں بلکہ یقین رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے کہ جہاں یقین کی کی ہو وہاں انسان مایوسی کا شکار ہو کر اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لاتا اور محنت کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود ﷺ کے ذریعہ قائم کر دے نظام کی برکت ہی ہے جس نے اس کمزور سی جماعت میں یقین کی وہ طاقت بھر دی ہے کہ ہر قسم کے ظلم سببے کے باوجود مایوسی کا شکار نہیں ہوتی حضرت مصلح موعود ﷺ فرماتے ہیں کہ آج ہم کمزور ہیں۔ ہماری حالت وہی ہے جو عیسیٰ نے اپنے بارے میں کہا تھا کہ ”لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونٹے مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں۔“ (متی باب 8، آیت 20) نیز وہی حالت ہے جو آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کی تھی۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود ایک فرانسیسی مصنف کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ”میں اسلام کا سخت مخالف تھا اور میرے دل میں سخت تعصب تھا اسی بناء پر میں نے تاریخ اسلام کا مطالعہ شروع کیا۔ مگر جب میں تاریخ اسلام پڑھتے پڑھتے بانی اسلام کے زمانہ میں پہنچا تو ایک نظارہ میرے سامنے آیا



اکیسویں مجلس شوریٰ

لحنة اماء اللہ جرمی

رپورٹ: مکرمہ لبیٰ ثاقب صاحبہ اسٹٹنٹ جزل سیکرٹری

نظام و صیت: معاونہ صدر و صایا مکرمہ ناہیدہ حق صاحبہ نے نظام و صیت متعلق پریزیشن دی۔ دوران سال ہونے والے کاموں کی تفصیل نیشنل جزل سیکرٹری صاحبہ نے پیش کی۔ صدر صاحبہ نے توجہ دلائی کہ شوریٰ میں شامل نمائندگان کی ذمہ داری ہے کہ اگر ان کی مجلس میں کوئی کام نہیں ہو رہا تو اس کی طرف اپنی صدر مجلس کو متوجہ کریں۔

حقوق العباد: ایک نشست "حقوق العباد" کے موضوع پر منعقد کی گئی جس میں ذاتی محاسبہ کی غرض سے کچھ سوالات پوچھے گئے اور نمائندگان سے آراء بھی لی گئیں۔

رپورٹ سب کمیٹی تربیت: سب کمیٹی تربیت کے تینوں گروپس نے رپورٹ مع جملہ سفارشات نمائندگان شوریٰ کے سامنے پیش کیں۔ مکرمہ صدر صاحبہ نے معاونت کے لئے مکرمہ عطیہ القدیر صاحبہ سیکرٹری عائشہ اکیڈمی کو سٹچ پر مدعو کیا۔ متعدد نمائندگان شوریٰ نے اپنی آراء کا اظہار کیا یعنی کمیٹی کی سفارشات پر تجویز دیں جن میں سے ٹھوس اور جامع تجویز کو رائے شماری کے بعد لائچہ عمل میں شامل کیا گیا۔ شام ساڑھے پانچ بجے نمائندگان شوریٰ کو حضور انور رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا بصیرت افروز خطاب بر موقع اجتماع لحنة اماء اللہ برطانیہ بر اہر است سُنْتے اور عالمیں شامل ہونے کی سعادت ملی۔

رپورٹ سب کمیٹی مال: صدر سب کمیٹی مال مکرمہ قرۃ العین جاوید صاحبہ نے رپورٹ پیش کی۔ سیکرٹری سب کمیٹی مال نے بجٹ آمد 2025/2026ء سے آغاز

باقی صفحہ 22 پر

ایک سب کمیٹی مال کے لئے مبران کی تقریبی عمل میں لائی گئی۔ اس سے قبل مکرمہ صدر صاحبہ نے مکرمہ عطیہ باری صاحبہ صدر لحنة اماء اللہ کو بلنس کو معاونت کے لئے سٹچ پر بلایا۔ مکرمہ صدر صاحبہ نے ارکین سب کمیٹی کی معین تعداد کی وضاحت کرتے ہوئے طریقہ کار متعلق آگاہ کیا۔ سب کمیٹی تربیت: صدر صاحبہ نے سب کمیٹی تربیت اول کے لیے مکرمہ آصفہ محمد صاحبہ، سب کمیٹی دوئم کے لیے مکرمہ عامرہ عارف صاحبہ اور سب کمیٹی سوم کے لیے مکرمہ راضیہ ایوب صاحبہ کو صدر مقرر کیا۔

سب کمیٹی مال: سب کمیٹی مال کی صدارت مکرمہ قرۃ العین جاوید صاحبہ ریکٹل صدر او فن باخ کو سونپی۔ سب کمیٹیز کے اجلاسات منعقد ہوئے جو نماز ظہر و عصر کی ادا یگی تک جاری رہے۔ اس دوران ریلفری شمنٹ کا وقفہ بھی ہوا۔ سب کمیٹیز کے اجلاسات کے دوران مرکزی ہال میں معلوماتی نشتوں کا انعقاد کیا گیا جن میں مختلف موضوعات پر پریزیشنز نہیں دی گئیں۔

ڈیٹا پر ٹیکش: اس حوالہ سے مکرمہ وسیمہ ہانی صاحبہ نے پریزیشنز دی۔

یو تھو یلیفیر آفس: اس کی ذمہ داریوں میں والدین اور بچوں کی راہنمائی اور زندگی کے بیشتر معاملات اور مراحل میں ان کے حقوق کی حفاظت کرنا شامل ہے۔ اس سلسلہ میں ضروری ہے کہ بچوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھے جائیں، گھر کا ماحول ایسا ہو کہ بچے خود کو محفوظ تصور کریں اور والدین بلا وجہ سختی سے پرہیز کریں۔

مکرمہ صدر صاحبہ لحنة اماء اللہ نے یہ امر واضح کیا کہ امسال سب کمیٹی تربیت میں ارکین کی تقریبی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح امامس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی اجازت سے تین سب کمیٹیز تربیت دی گئیں۔ چنانچہ 3 سب کمیٹیز تربیت اور

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لحنة اماء اللہ جرمی کی 21 ویں مجلس شوریٰ 27، 28 ستمبر 2025ء بمقام بیت السبوح فرانکفرٹ منعقد ہوئی جس میں جو می بھر سے 517 منتخب نمائندگان، 24 ریکٹل صدرات اور 26 ممبرات نیشنل عالمہ شامل تھیں۔ اس طرح کل حاضری 567 رہی۔ اسی طرح 3 اعزازی ممبرات اور 2 زائرات بھی شامل تھیں۔ مجلس شوریٰ کی کارروائی جرمن زبان میں کی گئی تاہم اردو ترجمہ کا بھی انتظام موجود تھا۔

مجلس شوریٰ کا باقاعدہ آغاز 27 ستمبر صبح 9 بجے مکرمہ حامدہ سوسن چوہدری صاحبہ صدر لحنة اماء اللہ جرمی کی زیر صدارت ہوا۔ مکرمہ سلمیٰ محمود صاحبہ نے سورۃ الشوریٰ کی آیات 37 تا 39 کی تلاوت کی اور جرمن اردو ترجمہ پڑھا۔ اس کے بعد مکرمہ صدر صاحبہ لحنة اماء اللہ جرمی نے افتتاحی کلمات کہے۔ بعد ازاں سیکرٹری مجلس شوریٰ مکرمہ لبیٰ کاہلوں صاحبہ نے رُددشہ تجویز اور اُن کی وجوہات بیان کیں۔ نیشنل سیکرٹری تربیت مکرمہ عالیہ و رک صاحبہ نے گزشتہ سال شعبہ تربیت کے فیصلہ جات پر عمل درآمد کی رپورٹ پیش کی۔

سیکرٹری مجلس شوریٰ مکرمہ لبیٰ کاہلوں صاحبہ نے ایجادنا مجلس شوریٰ 2025ء پڑھ کر شناختی۔ امسال ایجادنا میں شعبہ تربیت کے حوالہ سے ایک تجویز اور شعبہ مال میں مالی بجٹ 2025/2026ء شامل تھا۔

مکرمہ صدر صاحبہ لحنة اماء اللہ نے یہ امر واضح کیا کہ امسال سب کمیٹی تربیت میں ارکین کی تقریبی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح امامس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی اجازت سے تین سب کمیٹیز تربیت دی گئیں۔ چنانچہ 3 سب کمیٹیز تربیت اور



مکرم محمد فتح ناصر صاحب، مرتبی سلسہ

اطاعت اولی الامر کے متعلق اسلامی نظریہ

ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس نے حاکم وقت کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جو حاکم وقت کا نافرمان ہے وہ میرا نافرمان ہے۔
(مسلم تاب الامار)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سنو اور اطاعت کرو خواہ ایک جھشی غلام کو ہی کیوں نہ تمہارا فرمقرر کر دیا جائے۔ (بخاری تاب الامار)

رسول اکرم ﷺ کے ان واضح فرمودات کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حاکم وقت یا امیر کی اطاعت فرض ہے۔ لیکن یہاں کچھ سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول تو ظلم و زیادتی نہیں کرتے مگر بعض دنیاوی حکمرانوں کی طبلم و زیادتی کر جایا کرتے ہیں تو کیا اس صورت حال میں بھی ان کی اطاعت ضروری ہے یا نہیں؟ اور کیا حاکم وقت کی اطاعت ہر ایک حکم شرعی و غیر شرعی میں کی جائے؟

کے رسول کے بعد اولو الامر یعنی دینی اور دنیاوی حکمران کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہے۔ فرمایا کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولَئِكُمْ أَنْكُنُمْ فَإِنْ تَنَازَّ عَثْمَ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ الرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ الرَّسُولِ إِنَّ الْآخِرَةَ ذَلِكَ خَيْرٌ وَ أَحْسَنُ تَأْوِيلًا** (النساء 60) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حاکم کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (اولو الامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملات اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر (فی الحقيقة) تم اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر (طریق) ہے اور انجمام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔ زیر نظر آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے الفاظ و **أُولَئِكُمْ** کے ساتھ بڑی وضاحت سے اللہ اور رسول کے بعد حکمرانوں کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہے۔ حدیث میں یہ مضمون اس طرح بیان ہوا ہے کہ حضرت

قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں نوع انسان کی سیاسی، تمدنی اور اقتصادی مشکلات کا حل مذکور ہے۔ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لیے ان کے تمام حالات میں اس پاک کتاب میں مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ کے مصدق تمام ہدایات موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ مسلمانوں کی جماعتی زندگی پر دو مختلف دور آئیں گے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا جوا تودہ تا قیامت اپنی گردنوں پر رکھیں گے مگر رسول کی وفات کے بعد خلفاء اور مسلم و غیر مسلم حکمرانوں کے ماتحت بھی زندگی کا پہیہ رواں دواں ہو گا۔ پھر اس ماحول اور ان علاقوں میں امن و بہبود کی خاطر ان خلفاء اور دنیاوی حکمرانوں اور اسی طرح ان کی رعایا کے فرائض کیا ہوں گے؟ جہاں تک خلفاء اور حکمرانوں کے فرائض کا لعلت ہے تو وہ اللہ تعالیٰ نے قرآن و حدیث میں بہت تفصیل سے بیان فرمادیے۔ زیر نظر مضمون میں ان کی رعایا یعنی مسلمانوں کے فرائض کے بارے ایک اجمالی نظر ڈالنا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے اللہ اور اس

جب تک کہ اُن سے کفر بواح نہیں ظاہر ہو جاتا۔ (کھلا کھلا کفر ظاہر نہیں ہو جاتا) اگر حاکم سے کفر بواح نظر آجائے تو پھر اس کے ازالے کے درپے ہونا اور اُس سے حکمرانی چھین لینا فرش ہے۔ یہی تشدد جماعتیں ہیں جنہوں نے اس پر یہ دلیل سوچ رکھی ہے کہ حکومتوں کے خلاف بغاوت کی جا سکتی ہے۔ بلکہ بعض اپنے فتووں کو آپس میں ہی اتنا مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ فتوے دینے والے یہ کہتے ہیں کہ جن کو ہم نے کافر قرار دے دیا اُن کو جو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ اور کافر کو کافرنہ سمجھنے والا بھی کافر ہے۔ تو یہ جو تکفیر ہے اس کا ایک لمبا سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے۔ بہر حال اس حدیث میں اصل الفاظ بھی ہیں کہ تم نے اطاعت کرنی ہے سوائے اس کے کہ ایسی بات کی جائے جو کفر کی بات ہو یا تمہیں کفر پر مجبور کیا جا رہا ہو۔ اس کے علاوہ ہر معاملے میں اطاعت ہونی چاہئے اور اُس صورت میں بھی بغاوت نہیں ہے بلکہ وہ بات نہیں مانی۔ بہر حال یہ اُن لوگوں کا نظریہ ہے، احمدیوں کا نہیں۔ ہاں اطاعت نہ کرنے کی بعض حالات میں جیسا کہ میں نے کہا سوائے اس کے کفر پر مجبور کیا جا رہا ہو، جو ہمیں جماعت میں ایک مثال نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ جب پاکستان میں یا بعض دوسرے ممالک میں احمدیوں کو کہا جاتا ہے کہ تم اپنے آپ کو مسلمان نہ کہو تو ہم یہ بات ماننے کو تیار نہیں۔ ہم مسلمان کہتے ہیں۔ یا کلمہ نہ پڑھو۔ ہم پڑھتے ہیں۔ یا ایک دوسرے کو سلام نہ کہو، یا تر آن کریم نہ پڑھو۔ تو یہ ہمارے مذہب کا اور دین کا معاملہ ہے۔ اس بارہ میں جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے اطاعت کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہاں بھی ہم بغاوت نہیں کرتے صرف ان معاملوں میں ہم کبھی کسی قسم کے قانون کو مان ہی نہیں سکتے کیونکہ یہ شریعت کا معاملہ ہے۔ اللہ اور رسول کے حکموں کا معاملہ ہے۔ جہاں تک ملک کے دوسرے قوانین کا تعلق ہے، اس کے باوجود ہر احمدی ہر قانون کی پابندی کرتا ہے۔

(خطبہ سرور جلد نہجہ ص 156، 157)

اسی کفر بواح کی تشریع میں حضرت امام النووی صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کرتے ہیں: ”کفر بواح کا مطلب ظاہر کفر ہے، اور اس حدیث میں کفر سے مراد گناہ ہے تم ارباب حکومت

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت سلمہ بن بیزید الجعفی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں مگر ہمارا حق ہمیں نہ دیں تو ایسی صورت میں آپ میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے اس سے اعراض کیا۔ اُس نے اپنا سوال تیسری دفعہ پھر اپنا سوال دھرایا جس پر ارشاد بن قیس نے انہیں پیچھے کھینچا (یعنی خاموش کروانے کی کوشش کی کہ حضور کو یہ سوال پسند نہیں آیا) تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ایسے حالات میں اپنے حکمرانوں کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو۔ جو ذمہ داری اُن پر ڈالی گئی ہے اُس کا مowaazidh اُن سے ہو گا اور جو ذمہ داری تم پر ڈالی گئی ہے اُس کا کاموازدہ تم سے ہو گا۔ (مسلم تاب الامارة)

ان احادیث میں امراء اور حکام کی نالا انصافیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لیکن پھر بھی آپ نے یہ فرمایا کہ ان کے خلاف بغاوت کرنے کا تمہیں حق نہیں ہے۔ حکومت کے خلاف مظاہرے، توڑ پھوڑ اور با غایانہ روشن اختیار کرنے والوں کا طرز عمل خلاف شریعت ہے۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں: ”اگر حاکم ظالم ہو تو اُس کو برانہ کہتے پھر و بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو، خدا اُس کو بدل دے گیا اُسی کو نیک کر دے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بعملیوں کے سبب آتی ہے۔ ورنہ مون کے ساتھ خدا کا ستارہ ہوتا ہے، مون کے لئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔ میری فصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو۔ خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔ (احکم 24 می 1901ء صفحہ 9)

ہاں اگر حاکم وقت کی ایسے امر کا حکم دے جو کھلے کھلے کفر (کفر بواح) پر مبنی ہو تو پھر اس کے انکار کی اجازت ہے۔ کفر بواح کی تشریع کرتے ہوئے حضرت غلیفة مسیح الظہر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”حدیث کے یہ جو آخری الفاظ ہیں ان کے معنی بعض سلفی، وہابی اور باقی تشدد دینی جماعتیں یا جو فرقے ہیں وہ یہ لیتے ہیں کہ صرف اُس وقت تک حکام سے لڑائی جائز نہیں

ان دونوں سوالات کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود واضح ہدایات دے دیں کہ معاشرہ میں امن و آشنا کے قیام اور ہر قسم کے فتنہ و فساد کے فروکرنے کے لیے ضروری ہے کہ حاکم وقت کی طرف سے قہم کی زیادتی و امتیازی سلوک کو برداشت کیا جائے، حکم عدوی نہ کی جائے جب تک کہ حاکم وقت کی کھلے کفر کا حکم نہ دے جس سے اسلام یا ایمان میں نقص واقع ہو کر اسلام یا ایمان سے محرومی صادر ہوتی ہو۔ تب تک اگر حاکم وقت کے کھلے کفر کے علاوہ ہر لظم و زیادتی کے فیصلہ کو بھی تسلیم کیا جائے گا تو یقیناً علیم خدا عزیز میں سے نوازے گا۔ ذیل میں اس مضمون سے متعلق چند احادیث پیش ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تگدست اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک غرض ہر حالت میں تیرے لیے حاکم وقت کے حکم کو سنا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

(مسلم تاب الامارة)

حضرت عبداللہ رض بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام کی اطاعت اور فرمانبرداری ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے خواہ وہ امر اس کے لیے پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ۔ جب تک وہ امر معصیت نہ ہو لیکن جب امام کھلی معصیت کا حکم دے تو اس وقت اس کی اطاعت اور فرمانبرداری نہ کی جائے۔ (ابوداؤ تاب الجہاد)

حضرت عبداللہ بن عباس رض بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنے امیر میں کوئی ناگوار یا ظاہر بری بات دیکھتے تو وہ سبیر کرے یعنی جماعت سے وابستہ رہے کیونکہ جو شخص تھوڑا سا بھی جماعت سے الگ ہو جاتا ہے اور تعلق توڑلیتا ہے وہ جماعت کی موت مرتا ہے۔ (بخاری کتاب الاحکام)

حضرت اُسید بن خُصیر رض سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فلاں شخص کو حاکم بنادیا اور مجھے حکومت نہیں دی۔ آپ نے فرمایا: تم میرے بعد دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی گئی ہے۔ پس تم قیامت کے دن مجھ سے ملنے تک صبر کئے جاؤ۔ (بخاری کتاب الفتن)

اس بارہ میں قرآن کریم کا حکم ہے کہ وَيَنْهِي عَنِ
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ (الْأَخْلَاقُ: ٩١) یعنی
خد تعالیٰ فرم کی فحشاء، ناپسندیدہ بات اور بغاوت کی بات سے
سمختی سے منع فرماتا ہے۔

انبیاء کے کرام کا حکومت وقت کی اطاعت کے بارے میں کیا نامونہ رہا ہے؟ ان کی حکام وقت کی اطاعت اور ہر قسم کی بغاوتوں سے دور رہنے کے متعلق حضرت یوسفؐ کو بطور مثال بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسنونینؐ فرماتے ہیں: ”کسی نبی کی بابت یہ ذکر نہیں فرمایا کہ اُس نے دنیاوی معاملات میں اپنے علاقے کے حاکم وقت کی نافرمانی یا بغاوت کی ہے۔ یا اُس کے خلاف اپنے تبعین کے ساتھ مل کر مظاہرے کئے ہوں یا کوئی توڑ پھوڑ کی ہو۔ دینی امور کے بارے میں تمام انبیاء نے اپنے اپنے علاقوں کے حکمرانوں کے غلط عقائد کی کھل کر تردید کی اور سچے عقائد کی پروزور تبلیغ کی حضرت یوسفؐ کی مثال لیتا ہوں جو عموماً بیان کی جاتی ہے حضرت خلیفۃ المسنونینؐ نے بیان کی ہے، حضرت مسیح موعودؐ نے بھی، حضرت خلیفۃ المسنونینؐ نے بھی۔ اس کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

نَحْنُ نَقْصُ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ إِمَّا
أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ
مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ (یوسف: 4) کہ ہم نے جو یہ قرآن تجھ پر وحی کیا ہے اس کے ذریعے ہم تیرے سامنے ثابت شدہ تاریخی حقائق میں سے بہترین بیان کرتے ہیں۔ جبکہ اس سے پہلے اس بارہ میں تو غافلوں میں سے تھا۔ ثابت شدہ تاریخی حقائق کیا ہیں جو قرآن کریم واضح بیان فرماتا ہے۔ سورۃ یوسف میں جو اکثر حضرت یوسفؐ کے حالات پر مشتمل ہے، ان حالات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت یوسفؐ نے مصر کے کافر بادشاہ فرعون مصر کی کاپینیہ میں وزیر خزانہ کے طور پر، مال کے نگران کے طور پر کام کیا۔ اگر بادشاہ کو یہ خیال ہوتا کہ یوسفؐ اس کے وفادار نہیں ہیں اور انہوں نے اللہ مخصوص منافقانہ طور پر اس کی اطاعت کرتے ہیں تو وہ ہرگز اپنی کاپینیہ میں شامل نہ کرتا۔ اور ویسے بھی حضرت یوسفؐ کے بارے میں سے خال کرنا بھی یہ ادنیٰ

”قرآن شریف میں حکم ہے اطیعوَا اللہ
اطیعوَا الرَّسُولَ وَأَوْلَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔
بہاں اولی الامر کی اطاعت کا حکم صاف طور پر موجود ہے۔
وراگر کوئی شخص کہے کہ مِنْكُمْ میں گورنمنٹ داخل نہیں

نوجوں کی صریح غلطی ہے۔ گورنمنٹ حکم شریعت کے مطابق دیتی ہے وہ اُسے مِنْكُمْ میں داخل کرتا ہے۔ شلاً جو شخص ہماری مخالفت نہیں کرتا وہ ہم میں داخل ہے۔ شریعة النص کے طور پر قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے اور اس کے حکم مان لینے پاہنسیں۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 171 مطبوعہ ریوہ) بعض لوگ حکام وقت کی کسی بھی ناپسندیدہ بات کو بردستی یعنی ہاتھ سے روکنے کا استنباط اس حدیث سے کرتے ہیں: ”ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ تم میں سے جو کوئی اپسندیدہ کام دیکھے وہ اُسے اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ اگر سے طاقت نہ ہو تو پھر اپنی زبان سے اور یہ طاقت بھی نہ ہو تو پھر اپنے دل سے اور یہ کمروترین ایمان ہے۔“

سچ مسلم۔ کتاب الایمان ()

اس حدیث میں حضور ﷺ نے اصلاح کے جو تین رجے بیان فرمائے ہیں ان کی تشریح میں حضرت امام ملا علی فارمی لکھتے ہیں: ہمارے بعض علماء کہتے ہیں کہ ناپسندیدہ کام کو ہاتھ سے تبدیل کرنے کا حکم حکمرانوں کے لئے ہے۔ زبان سے تبدیل کرنے کا حکم علماء کے لئے ہے اور ل سے ناپسندیدہ بات کو ناپسند کرنے کا حکم عموم مؤمنین کے لئے ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکاة۔ جز 9 کتاب الاداب)

پس یہ اس حدیث کی بڑی عمدہ وضاحت ہے یعنی
لر ہر کوئی اس طرح رونے لگ جائے گا تو پورا معاشرہ
ساد کا شکار ہو جائے گا۔ اور فساد اور بدآمنی کے بارے
بک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ
سورۃ بقرہ 206) یعنی اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔
لر یہ مرادی جائے کہ عوام حکمران کی کسی بات کو ناپسند
کریں تو وہ حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور
نور پھوڑ اور فتنہ و فساد اور قتل و غارت اور بغایت شروع
کر دس توہ مفہوم بھی شریعت کی بدایت کے مخالف ہے۔

سے اُن کی حکومت کے اندر رہ کر جھگڑا نہ کرو اور نہ اُن پر
اعتراف کرو۔ سو اے اس کے کتم اُن سے کوئی ایسی بُری
بات دیکھو جو ثابت اور متفق ہو، جس کا بُرا ہونا تم اسلام کے
قواعد یعنی قرآن اور حدیث کی رو سے جانتے ہو۔ اگر تم ایسا
دیکھو تو اُن کی اس بات کا بُرا مناؤ اور تم جہاں بھی ہو حق بات
کہو۔ لیکن ایسے حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرنا، اُن کے
ساتھ لڑائی کرنا، مسلمانوں کے اجماع سے حرام ہے۔ خواہ وہ
حکمران فاسق اور ظالم ہوں۔ لکھتے ہیں کہ ”اس حدیث کا
معنی جو میں نے بیان کیا ہے، دیگر احادیث نبویہ اس کی تائید
کرتی ہیں۔ اہل سنت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کفر قت
کے بناء پر حکمران کو معزول کرنا جائز نہیں۔۔۔ علماء کہتے
ہیں کہ فاسق اور ظالم حکمران کو معزول نہ کرنے اور اُس
کے خلاف لڑائی نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ ایسی صورت
میں مزید فتنہ، خوزیری اور آپس میں فساد پیدا ہو گا۔ پس
فاسق اور ظالم حکمران کا بُر اقتدار رہنام فساد پیدا کرے گا
بُنیت اس کے جو اُسے معزول کرنے کی کوشش کے نتیجے
میں پیدا ہو گا۔ (المہاج بشرح صحیح مسلم کتاب الامارة باب وجوب

طاعه الامراء في غير مقصورة صفحه 1430 دار ابن حزم (2002)

مضمون کے آغاز میں بیان کردہ آیت کی تشریح میں

حکم و عدل حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”اللہ اور رسول اور اپنے بادشاہ کی تبعید اور کرو۔“

(شهادت القرآن روحاں خواں جلد 6 صفحہ 332)

”اللہ اور اس کے رسول اور ملوك کی اطاعت اختیار کرو۔“

(حکم 10 فوری 1901ء جلد 5 نمبر 5 صفحہ 1)

”اے مسلمانو! اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقع ہو تو اس امر کو فیصلے کے لئے اللہ اور رسول کے حوالے کرو۔ اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور احسن تاویل ہے۔“

(ازالہ اوپام روحاںی خراں جلد 3 صفحہ 596) اولی الامر کی وضاحت میں فرمایا: ”اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحاںی طور پر امام الزمان ہے۔ اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا خالف نہ ہو اور اُس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے تے“۔ (ضرورۃ الامام۔ روحاںی خراں جلد 13 صفحہ 493)

کیا۔ اس سے قبل بجٹ کی کاپیاں نمائندگان میں تقسیم کیے گئیں۔ مکرمہ صدر صاحبہ نے مکرمہ مقصودہ عامر صاحبہ ریجنل صدر ٹاؤنس کو معاونت کے لئے سٹچ پر مدعو کیا۔ سب کمیٹی مال کی سفارشات پر آمد کے بجٹ پر متفرق ہیڈز پر بجٹ کے لئے نمائندگان نے نام لکھوائے۔ آمد کے جملہ ہیڈز زیر غور لائے گئے اور رائے شماری کروائی گئی۔ نمائندگان کی متفقہ رائے سے 1.693.110,00 یورو کی سفارش کی گئی۔

شوریٰ کا و سر اروز

صح سائز ہے نو بجے مجلس شوریٰ کا اجلاس مکرمہ صدر صاحبہ لجئے اماء اللہ جرمی حامدہ سوکن چودہ ری صاحبہ کی زیر صدارت تلاوت سے ہوا جو مکرمہ میرب و سیم صاحبہ نے کی اور جرمی ترجمہ پیش کیا۔ خاکسار (لینی شاقب) نے اردو ترجمہ پڑھا۔ مکرمہ قرۃ العین گردیزی صاحبہ نے لجئے اماء اللہ کے اخراجات کے بجٹ 2025/2026ء کا آغاز کیا۔ مکرمہ صدر صاحبہ نے معاونت کے لئے مکرمہ ندرت نجوم صاحبہ ریجنل صدر فرانکفرٹ کو سٹچ پر مدعو کیا۔ نمائندگان شوریٰ نے غور و خوض کے بعد آمد و اخراجات کے بجٹ کے کچھ ہیڈز میں چند تراہیم کیں جنہیں رائے شماری کے بعد سفارشات میں شامل کیا گیا۔

انتخاب صدر لجئے اماء اللہ جرمی

حضرت امیر المؤمنین صلی اللہ علیہ وس علیہ اسے کی نمائندہ خصوصی مکرمہ رضوانہ شار صاحبہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم اور عہد کے بعد انتخاب صدر لجئے اماء اللہ جرمی کی کارروائی عمل میں لائی گئی جو تقریباً ایک بجے بخیر و خوبی مکمل ہوئی۔ مکرمہ صدر صاحبہ لجئے اماء اللہ جرمی کے انتخابی کلمات اور دعا کے بعد سوا ایک بجے مجلس شوریٰ کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ مجلس شوریٰ کے نیک مقاصد کی تکمیل فرماتے ہوئے لجئے اماء اللہ جرمی کو ترقیات کی راہوں پر گامزن رکھے، آمین۔

اطاعت کے سوا اور کیا کرنا چاہیے۔ اس کا جواب ہے کہ ایسی صورت میں اگر مکمل ہو تو اللہ تعالیٰ اس ظالم حکومت سے بھرت کر کے کسی اور پر امن جگہ پر جانے کا حکم دیتا ہے جہاں دین پر عمل کرنے میں بھی آزادی ہو، فرمایا:

وَ الَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لِتُبْوَئُنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ لَا جَرْأَ لِآخِرَةٍ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (سورۃ الحج ۴۲)

ترجمہ:- اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی خاطر بھرت کی اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا ہم ضرور انہیں دنیا میں بہترین مقام عطا کریں گے اور آخرت کا اجر تو سب (اجروں) سے بڑا ہے۔ کاش وہ علم رکھتے۔

اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر بہت سے انبیاء نے قوم کی مخالفت اور مشکلات و مصائب کے بعد عمل کیا اور بھرت کی۔ حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت ابراہیم وغیرہ کے واقعات اس کے آئینہ دار ہیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں دو مرتبہ اس حکم قرآنی پر عمل کر کے دکھایا۔ ایک مرتبہ جب 5 ہجری میں آپ نے اللہ کے حکم سے کچھ صحابہ و صحابیات کو مکہ کے ظلم و قسم سے نگ آ کر جب شہ کی طرف بھرت کر جانے کا حکم ارشاد فرمایا اور دوسری مرتبہ 13 ہجری میں خود بھی بہت سے صحابہ و صحابیات کے ہمراہ مکہ سے مدینہ بھرت فرمائی مگر کسی ایک موقع پر بھی یہ ثبوت نہیں ملتا کہ آپ نے حکام و قوت یا حکومت کے خلاف بغاوت یا فساد کا روایہ اپنایا ہو۔

حضرت غیۃ المسیح الاول اس بارہ میں فرماتے ہیں: ”ہر ایک مسلمان کے لئے اطاعت اللہ و اطاعت الرسول و اطاعت اولی الامر ضروری ہے۔ اگر اولی الامر صریح مخالفت فرمان الہی اور فرمان نبوی کی کرے تو بقدر برداشت مسلمان اپنی شخصی و ذاتی معاملات میں اولی الامر کا حکم نہ مانے یا اس کا ملک چھوڑ دے۔ اُطیعو اللہ و اُطیعو الرسول و اُطیعو الامر من کم صاف نص ہے۔ اولی الامر میں حکام و سلطان اول ہیں اور علماء و حکماء دوم درجے پر ہیں۔“

(البدر نمبر 8 جلد 9۔ 16 دسمبر 1909ء صفحہ 4 کالم 2)

میں داخل ہے کہ نعمود بالہ وہ دل سے تو فرعون مصر کے خلاف شخص و عناد رکھتے تھے مگر ظاہری طور پر مناقبہ رنگ میں اس کی اطاعت کرتے تھے اور اس سے وفاداری کا اظہار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دلک کیدنا لیسوسف ط ما گان لیا خذ آخاہ ف دین الملک إلآ آن یَسَآ اللہ (یوسف: 77) اس طرح ہم نے یوسف کے لئے تدبیر کی۔ اس کے لئے ممکن نہ تھا کہ اپنے بھائی کو بادشاہ کی حکمرانی میں روک لیتا سوائے اس کے کہ اللہ چاہتا ہے یعنی حضرت یوسف بادشاہ مصر کے قانون کے مطابق اپنے حقیقی بھائی کو مصر میں رونے کا اختیار نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر کی کہ حضرت یوسف سے بھلوا کر رہا ہی پیمانہ جو تھا اپنے بھائی کے سامان میں رکھوادیا اور تلاشی لینے پر ان کے بھائی کے سامان میں سے ہی وہ پیمانہ نکل آیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف مصر کے کافروں مشرک بادشاہ کے قانون کے پابند تھے۔ دنیاوی معاملات میں حضرت یوسف کافر بادشاہ کے قانون کی پابندی اور وفاداری سے اطاعت کے باد جود دینی امور میں اس کے غلط عقائد کی پابندی اور اطاعت نہیں کرتے تھے۔ (خطبات سرو جلد نہم صفحہ 159)

حضرت مصلح موعود صلی اللہ علیہ وس علیہ اسے قانون کا احترام اور بغاوت سے بچنے سے متعلق فرماتے ہیں: ”بعض جماعتوں ایسی ہیں جو بغاوت کی تعلیم دیتی ہیں بعض قتل و غارت کی تلقین کرتی ہیں بعض قانون کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھتیں۔ ان معاملات میں کسی جماعت سے ہمارا تعاون نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ہماری مذہبی تعلیم کے خلاف امور ہیں۔ اور مذہب کی پابندی اتنی ضروری ہے کہ چاہے ساری گورنمنٹ ہماری دشمن ہو جائے اور جہاں کسی احمدی کو دیکھے اُسے صلیب پر لٹکانا شروع کر دے پھر بھی ہمارا یہ فیصلہ بدل نہیں سکتا کہ قانون شریعت اور قانون ملک کسی توڑا نہ جائے۔ اگر اس وجہ سے ہمیں شدید ترین تکلیفیں بھی دی جائیں تب بھی یہ جائز نہیں کہ ہم اس کے خلاف چلیں۔“

(ائف 6 اگست 1935ء جلد 23 نمبر 31 صفحہ 10 کالم 3) اب ایک آخری سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حکمران کسی قسم کی ظلم و زیادتی کا طریق رواز کئے تو پھر مسلمانوں کو

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی عائی زندگی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائی زندگی کے متعلق مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم اہن حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؒ کے مضافین افضل اثر نیشنل میں جنوری و فروری 2011ء میں شائع ہوتے رہے ہیں جنہیں قارئین کے استفادہ کے لیے شائع کیا جا رہا ہے۔ (بیکاری افضل اثر نیشنل)

کمرہ میں تھی اور حضورؒ بھی ساتھ کے حصہ مکان میں رہائش رکھتے تھے۔ آپؒ بیان کرتے ہیں کہ: "ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت ام المؤمنین حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پڑ ہے۔ اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام نے اکرامؑ ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت یبھی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا۔

چونکہ میں بالکل ماحقہ کمرے میں تھا اور کواڑوں کی ساخت پرانے طرز کی تھی جن کے اندر سے آواز پاسانی دوسری طرف پہنچتی رہتی ہے اس واسطے میں نے اس سارے قصہ کو سنایا۔ فرمایا: "دیکھو ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہو گئی۔ رات اندر ہیری تھی۔ قریب کوئی بستی اسے دکھانی نہ دی اور وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اس درخت کے اوپر ایک پرندہ کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا کہ دیکھو یہ مسافر جو ہمارے آشیانے کے نیچے زمین پر آبیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔

یا جماعت کی پیروی نہیں کر سکتا اور نہ وہ اس کاروبار میں کچھ دخل دے سکتے ہیں جس قدر میرے پر قرضہ اور حقوق عباد کے بارڈائل گئے ہیں میں جانتا ہوں کہ میں اپنی وقت سے آتے تھے اس کے بارے میں حضور کے ایک خط جو 8 ستمبر 1887ء کو حضور نے مکرم مولوی ابوسعید محمد حسین بیالوی صاحب کو تحریر کیا رہتی پڑتی ہے۔ حضورؒ فرماتے ہیں: "بعض احباب مجھ پر یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ان غنوں کے دور کرنے پر قادر ہے۔"

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 305)

آن دونوں کی بات ہے ایک بار مہمان اتنی کثرت سے آئے کہ کھانے اور ٹھہرانے کے انتظام میں بہت دقت پیش آئی اور اس وجہ سے حضرت اہل جان علیہ السلام کی طبیعت بھی یہی عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ یہ اعتراض سچ ہے مگر یہ مہمانداری محض بلند ہے اور اس میں بھی بارہا تواضع اور اکرامؑ ضیف کے لئے حکم ہوا ہے نہ تخفیف مصروف کے لئے۔ تین سال کے عرصہ میں شاید چالیس ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے اور جہاں تک طاقت تھی حسب توفیق خداداد ان کی خدمت کی گئی۔ سو بظاہر یہ نہایت درجہ کا اسراف معلوم ہوتا ہے لیکن اللہ جل جلالہ شانہ کو اپنے انعام میں مصالح ہیں اور میں اسی کے حکم اور امر کا پیرو ہوں اور کسی دوسری کمیٹی



کے قادیان تشریف لے آئے تھے۔ اس وقت سے اپنی وفات تک حضرت مسیح موعودؑ نے ان کو اپنے گھر میں رکھا حالانکہ حضرت مولوی صاحبؒ کا اپنامکان کافی عرصہ پہلے تعمیر ہو چکا تھا۔ اور آپ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بھی کچھ مہینے کے بعد دارالسُّجَّع سے اس میں منتقل ہوئے۔

ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ کے آخری ایام میں پشاور سے کچھ مہمان آئے۔ صاحبزادہ مولوی عبدالجیحی صاحب مرحوم سے ان کی بیٹھک اس مہمان کے لئے طلب کی گئی۔ مگر انہوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ کو اس بات کا علم ہوا۔ حضور نے عبدالجیحی مرحوم کو فرمایا میاں ہم نے سنائے کہ تم نے اپنے مہمان کو مکان دینے سے انکار کر دیا میون تو ایسا نہیں ہوتا ہے۔ دیکھو یہیں ایک میون کا حال سناتا ہوں جب تک قادیان آیا تو حضرت اقدس نے ایک برآمدے میں رسی باندھ کر اس پر پر دہ ڈال دیا۔ ایک طرف خود ہو گئے دوسری طرف مجھے دے دی۔ پھر مولوی عبدالکریم صاحب آئے تو آپ نے ایک اور رسی باندھ دی اور پر دہ ڈال کر کچھ جگہ ان کو دے دی۔ مولوی محمد احسن صاحب آئے آپ نے ان کو بھی جگہ دے دی۔ اس طرح جو مہمان آتا آپ سمت جاتے اور مہمان کے لئے جگہ بنادیتے۔ اتنی بات بیان فرم کر حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ نے فرمایا میاں کا دل تو ایسا ہوتا ہے۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؒ فرماتے ہیں: ”مجھے 1889ء سے حضرت اُمّ المؤمنین کو کسی قدر قریب سے اور 1898ء سے بہت قریب سے دیکھنے اور آپ کی شفقت و کرم کا تجربہ کرنے کا موقعہ ملا ہے...“ خدمت سلسلہ میں آپ کی خدمات کا ایک پہلو کس قدر تیقیتی ہے کہ ابتداء میں باوجود خادماوں کے مہمانوں کے لئے اپنے ہاتھ سے کھانا وغیرہ تیار کرتی تھیں اور کبھی اس قسم کی خدمات سے آپ نے گھبراہ کا انہلہار نہیں فرمایا۔ میں ایک بصیرت سے جانتا ہوں کہ ابتداء میں جب حضرت اقدس کا کھانا وغیرہ بڑے گھر (بڑے گھر سے مراد مشترکہ گھر ہے جس میں مرزا غلام قادر صاحب کی بیوہ جو جماعت میں تائی کہلاتی ہیں رہتی تھیں اور حضور کی زوجہ اول اور ان کے

ان ایام میں دارالسُّجَّع میں رہائش کی کیا کیفیت تھی اس کا اندازہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؒ کی اوپر بیان کردہ روایت سے ہوتا ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ”سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پر ہے“ اور اپنی رہائش کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور کے گھر کے اندر حضور کے کرہ کے بالکل ملحق کرہ میں تھی۔ اس سلسلہ میں حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحبؒ کی روایت بھی اس صورت حال پر روشنی ڈالتی ہے۔ وہ اپنی تصنیف ”تذکرۃ المہدی“ میں بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت اقدس امام ہمام عالیٰ صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان کے اندر ایک طرف مع اہل و عیال رہتا تھا اور آپ نے وہ جگہ بتلادی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا آج سے ہم بھی تمہاری یہ سائیگی میں آگئے ہیں چونکہ اب سردی کا موسم شروع ہو گیا ہے اور پر کے مکان سے اس نیچے کے مکان میں آگئے ہیں اور ہماری تمہاری چارپائی برابر رہے گی صرف ایک دیوار بیچ میں ہے۔ (تذکرۃ المہدی طبع جدید صفحہ 12)

حضرت امام جان شلیلہ نبیا کو خدا تعالیٰ نے وسیع حوصلہ دل عطا فرمایا تھا اور آپ مہمانوں کی خدمت اور خاطر تواضع اور دلداری کرنے میں تمام جماعت کے لئے نمونہ تھیں۔ اور جو لوگ آپ کے مہمان رہے ہیں اسی طرح وہ مستورات جو سارا سال اور سالانہ جلسوں کے موقعہ پر قادیان آتی تھیں اور آپ سے ملنے کے لئے حاضر ہوتی تھیں وہ اس بات سے بخوبی و اقتضی سلسلہ کے ابتدائی ایام میں قادیان میں عام چیزیں بھی نہیں مل کرتی تھیں اور مہمان بہت کثرت سے آتے تھے۔ ان حالات میں بسا واقعات بہت حوصلہ رکھنے والا شخص بھی گھبرا جاتا ہے۔ یہ کچھ ایسے ہی ایک موقعہ کی بات ہے۔

اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ ایک بار مہمانوں کی کثرت کے باعث ان کو ٹھہرانے کے انتظام میں دقت ہوئی اس کی وجہ یہ تھی کہ بہت سے دوست اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہجرت کر کے قادیان تشریف لا چکے تھے اور حضورؐ نے ایسے مہاجرین کو بھی باوجود تنگی کے اپنے گھر میں ہی جگہ دی تھی۔ اس پر مستزادہ یہ کہ ایسے مستقل طور پر قادیان میں بس جانے والے گھر انوں کو بھی حضرت امام جان کھانا پکوا کر بھجواتی تھیں۔

مادہ نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کر کے قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس ہمارے مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے۔ اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں۔ ہم اپنا آشیانہ ہی توڑ کر نیچے پھینک دیں تاکہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور سارا آشیانہ نیکاتکار کے نیچے پھینک دیا۔ اس کو مسافر نے غیمت جانا اور ان سب لکڑیوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔ تب درخت پر اس پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمان کو بھم پہنچائی اور اس کے واسطے سینکنے کا سامان مہیا کیا۔ اب ہمیں چاہیے کہ اسے کچھ کھانے کو بھی دیں۔ اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ہم خود ہی اس آگ میں جاگریں اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا گوشت کھائے۔ چنانچہ ان پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔

(ذکر جیب صفحہ 86، 87)

سے جاگ اٹھیں۔ سب نے توبہ کی اور اس کے بعد وہ سب کہیاں خواب و خیال ہو گئیں۔ (سیرت مسیح موعود صفحہ 31، 30 مولانا مولیٰ عبدالکریم سیالکوٹی) حضور کے انداز تربیت کا ذکرہ نامکمل رہے گا اگر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے بیان فرمودہ واقعہ کا ذکر نہ کیا جائے۔ آپ حضرت امال جان کے ساتھ حضور کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتی ہیں:

”حضرت امال جان کی بے حد قدرو قیمت آپ کی نظر میں تھی اور بہت زیادہ دلداری بہت خیال حضرت امال جان کا رکھتے تھے۔ اس کا نقش میرے دل پر اب تک ہے۔ مگر ایک بار میں نے دیکھا کہ جب آپ نے ضروری سمجھا تو حضرت امال جان کی بھی تربیت فرمائی۔ ایک واقعہ عرض ہے بس یہی ایک بات دیکھی اور کبھی نہیں اور خود حضرت امال جان بھی تو ایک احسن نمونہ تھیں ضرورت بھی پیش نہیں آئی کبھی بھی۔ صاف نظارہ یاد ہے نیچے کے کمرے کے سامنے کے سر درے میں نالی امال بیٹھی تھیں۔ کسی خادم نے ان کا گہانہ مانا اور کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے غلط فہمی پیدا ہو کر نالی امال حضرت امال جان سے ناراض ہو گئی تھیں۔

اس وقت مجھے یاد ہے کہ حضرت نالی امال غصہ میں کہہ رہی تھیں کہ ”لڑکی (حضرت امال جان) کو نالی امال لڑکی کہہ کر مخاطب کرتی تھیں) آخر میری بیٹی ہی تو ہے۔ ہاں! میرے حضرت میرے سر کا تاج ہیں بے شک، وغیرہ وغیرہ۔“ اتنے میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود حضرت امال جان کو اپنے آگے آگے لئے چلے آرہے ہیں اس طرح کہ حضرت امال جان کے دونوں شانوں پر آپ کے دست مبارک ہیں اور حضرت امال جان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہری ہیں۔ آپ خاموشی سے اسی طرح حضرت امال جان کو لے کر آگے بڑھے اور اسی طرح حضرت امال جان کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نالی امال کے قدموں پر آپ کا سر جھکا دیا۔ پھر نالی امال نے حضرت امال جان کو اپنے ہاتھوں پر سنبھال کر شاید لگلے بھی لگایا تھا اور آپ واپس تشریف لے گئے۔ کچھ سوچیں اس زمانہ کی اولادیں! اکثریت وہ ہو گئی جن کو ماں کی قدر نہیں۔ احمدی بچیو! اور بہنو! یقشہ جو میں نے دیکھا اور یاد رہا اس کو ذرا اپنے

میں سے ایک میرے نہایت ہی مخلص مخدوم بھائی حضرت مشی ظفر احمد صاحب تھے۔“ (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 375 تا 378)

مکرمہ اتنانی سلکینہ النساء الہیہ حضرت قاضی محمد اکمل صاحب تکھتی ہیں: ”پہلے پہل تو باہر کے مہماںوں کی روٹی بھی خود ہی پکا کر باہر بھجوائی رہیں پھر لنگر قائم ہو گیا تو خود نہ پکائی ہو گئی اور اب بھی کئی بار میں نے دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں خود ہی چوپا ہے کے آگے بیٹھ جانا اور ہانڈی پکانا آنا گوندھنا حالانکہ خدمتگاریں بھی پاس ہی بیٹھی ہوتی ہیں۔ ایسی شاندار ہستی جس کے دیکھنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے قادر اور رعب کی خاتون کبھی باور پی خانے کی طرف جانا خلاف وقار و شان کے نامناسب بات جانتی ہو گی اور پھر آپ ہیں بھی تو ایک دہلی کے عالی وقار خاندان کی فرد۔ آپ کا نورانی چڑھی کر تجھ میں ڈال دیتا ہے کہ ایسی باحوصلہ اور پر وقار خاتون کھانا خود پکارہی ہے۔ یہ سب کچھ حضرت عالی تدر شوہر محترم علیہ الف الف صلواۃ والسلام کی خوشنودی کے لیے گوارا کیا تھا۔“ (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 392)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں: ”ایک زمانہ تھا کہ لنگر کا کھانا بھی اندر گھر میں پکتا تھا اور جلسہ کی روٹی اندر ہمارے صحن میں پکنا تو کئی سال تک تو مجھے بھی یقین طور پر یاد ہے۔“ (تحریرات مبارکہ صفحہ 49) حضرت مولوی عبدالکریم صاحب تھے اپنی سیرت میں ایک واقعہ لکھا ہے جس سے حضور کے انداز تربیت پر روشنی پڑتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور کے گھر میں کچھ دن کہانیاں کہنے اور سننے کا شوق ہو گیا اور رات گئے تک سادہ اور معصوم کہانیاں اور قصے اس طرح سنائے جاتے کہ گویا بڑے کام کی باتیں ہو رہی ہیں۔ حضور نے محسوس کیا۔ سختی کرنے یا کسی تنخوا مصلح کی طرح کا رواںی کرنے کے بجائے منہ سے کسی کو کچھ نہ کہا۔ ایک رات سب کو جمع کیا اور کہا آؤ آج تمہیں کہانی سناتے ہیں اور ایسی خدالگتی اور کام کی باتیں سنائیں کہ گھر میں رہنے والی عورتیں گویا سوتے

صاحبہ دگان کی بھی رہائش تھی) سے آتا تھا اور مہمان وقت بے وقت آجاتے اور حضور اکرام ضیف کا بہترین نمونہ تھے۔ مجبوراً اسی گھر میں اطلاع دینی ہوتی تھی اور وہ اکثر برا مناتے اور کہہ دیتے کہ: تمہارے پاس تو اسی طرح آتے رہتے ہیں ہم سے یہ نہیں ہو سکتا۔ کوئی اور انتظام کرلو۔“ خدا کی اس نعمت کو انہوں نے رذ کر دیا اور خدا تعالیٰ نے اس فضل کو سیدہ نصرت جہاں بیگم کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ ادھر حضرت مسیح موعود کو مہماںوں کے کثرت سے آنے کی بشارات دیں اور یہ بھی قبل از وقت بتا دیا کہ ان سے تھکنا اور گھبرا نہیں۔ ادھر ان کے لئے مہمان نوازی کے صحیح نظام کو قائم رکھنے کے لئے اپنے وعدہ کے موافق جو

ہر چ باید نو عروی را ہمہ سامال کنم میں کیا تھا حضرت سیدہ کو آپ کے نکاح میں لا کر انتظام کر دیا۔ مہمان دن رات کے ہر حصہ میں پیدل سوار آجاتے مگر حضرت ام المؤمنین نے کبھی نہ ان سے بے وقت آنے کی شکایت کی اور نہ اپنادل چھوٹا کیا بلکہ ہر فرد کے آنے پر خوشی کا اظہار فرماتیں اور اپنی شفقت و رحمت کے دامن کو اتنا وسیع کرتیں کہ آنے والا اپنے گھر سے زیادہ راحت پاتا۔ مہمان نوازی کے واقعات اور عجائب بے انتہاء ہیں۔ مجھے منحصرہ اتنا ہی کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو مہماںوں کی کثرت کی بشارتیں دی تھیں اور ان کی ضروریات کے انصرام کا بھی آپ ذمہ لیا تھا اور حقیقی مہمان نوازی کے لئے ام المؤمنین کو بھیج دیا۔ حضرت ام المؤمنین کی خصوصیات میں یہ امر بھی داخل ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام اور صحابہ سے پوری واقفیت رکھتی ہیں اور ایمانی رنگ میں جو جس قدر حضرت کے قریب تھے ام المؤمنین اسے خوب سمجھتیں اور ان کی قدر فرماتی ہیں اور جب ان میں سے کوئی حاضری کی سعادت پاتا تو اس کے گھر کے تمام چھوٹے بڑوں کا تفصیل سے حال پوچھنا آپ کے دائرہ عمل میں داخل ہے بعض صحابہ کو میں نے دیکھا کہ وہ بے تکف کبھی کبھی کوئی فرماںش کھانے وغیرہ کی کر دیتے۔ حضرت ام المؤمنین سن کر بہت خوش ہوتیں اور خاص اہتمام سے اس کو پورا کرتیں۔ اس قسم کے احباب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں اتر اپنے دعائیں ہر روز مانگ کرتا ہوں:

اول: اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضاکی پوری توفیق عطا کرے۔

دوم: پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ عین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرغیات کی راہ پر چلیں۔

سوم: پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔

چہارم: پھر اپنے مغلص دوستوں کے لئے نام بنام۔ پنجم: اور پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔

(ملفوظات، جلد اول صفحہ 309)

رکھنے کے مخالف تھے کہ میرے جگہ کو انہیں اہمیت دے۔ گا اور حضرت ام المؤمنین کا حکم تھا کہ وہاں رکھی جاوے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ ناناجان یہ انتظام کر رہے تھے اور ان کو اس کے لئے بڑی جدوجہد کرنی پڑی۔ آخر ان کے مزاج میں گرمی تھی اور جہیز الصوت تھے۔ انہوں نے زور زور سے بولنا شروع کیا۔ اور اس وقت مولوی سید محمد حسن صاحب کو کہہ رہے تھے کہ یہ سیڑھی بیہاں ہی رہے گی۔ وہ بھی اونچی آواز سے انکار اور تکرار کر رہے تھے۔ حضرت صاحب باہر تشریف لے آئے اور پوچھا کیا ہے؟ میر صاحب نے کہا مجھ کو اندر سیدی (مراد ام المؤمنین) آرام نہیں لینے دیتی۔ اور باہر سید سے پالا پڑ گیا ہے۔ نہ یہ مانتے ہیں نہ وہ مانتی ہیں۔ میں کیا کروں۔ حضرت مسیح موعود نے مسکرا کر فرمایا۔ مولوی صاحب آپ کیوں جھگڑتے ہیں۔ میر صاحب کو جو حکم دیا گیا ہے ان کو کرنے دیجیے۔ روشنی کا انتظام کر دیا جاوے گا۔ آپ کو تکلیف نہیں ہو گی۔

(یہ حضرت مسیح موعود از شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 407, 406)

چشم تصور میں لاو کہ وہ شاہ دین اپنی خدا تعالیٰ کی جانب سے خدیجہ لقب پائے ہوئے بیوی امال جان کو جس کی خاطر آپ کو مطلوب تھی اور جس کی عزت بہت زیادہ آپ کے دل میں تھی اس کی والدہ کی معمولی ناراضگی سن کر برداشت نہ فرماسکا اور خود لاکر اس کی ماں کے قدموں میں جھکا دیا۔ گویا یہ سمجھایا کہ تمہارا رب بڑا ہے مگر یہ ماں ہے تمہارے لئے بھی اس کے قدموں تک جنت ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَ عَلَى عَبْدِكَ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ

(تحریرات مبارکہ صفحہ 214, 215)

حضرت مسیح موعود کے بارہ میں آپ جانتے ہیں کہ دو بیماریاں ساری زندگی حضور کے لائق رہیں۔ ان بیماریوں کے پیش نظر اور اس وجہ سے بھی کہ حضور کی خوراک بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر تھی حضرت امال جان آپ کے لئے آپ کی پسند اور طبیعت کے مطابق کھانے کا بندوبست فرماتی تھیں لیکن کبھی بکھار ایسا بھی ہو جاتا تھا کہ مہماں کے ہجوم میں حضور کے لئے غذا کا وہ اہتمام نہ ہو سکتا تھا جو کہ ہونا چاہیے تھا۔ ایسے موقع پر حضور سے محبت رکھنے والے اصحاب اس کو بہت محسوس کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک موقع کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ مشی عبدالحق لاہوری پنشر نے جو پہلے حضور سے محبت اور عقیدت اور حسن ظن رکھتے تھے مگر بعد میں الگ ہو گئے تھے حضور کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ: ”آپ کا کام بہت نازک ہے اور آپ کے سر پر بھاری فرائض کا بوجھ ہے آپ کو چاہیے کہ جسم کی صحت کی رعائت کا خیال رکھا کریں اور ایک خاص مقوی غذالاً آپ کے لئے ہر روز تیار ہوئی چاہیے۔“ ان کی بات کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

”ہاں بات تو درست ہے اور ہم نے کبھی کبھی کہا بھی ہے مگر عورتیں کچھ اپنے ہی دھندوں میں ایسی مصروف رہتی ہیں کہ اور باتوں کی پہنچا پروادہ نہیں کرتیں۔“ مشی عبدالحق صاحب اس پر کہنے لگے: ”اچی حضرت آپ ڈانٹ ڈپٹ کرنہیں کہتے اور رعب پیدا نہیں کرتے۔ میرا یہ حال ہے کہ میں کھانے کے لئے خاص اہتمام کیا

حضرت قمر الانبیاءؐ کی ٹھنڈی میٹھی چاندنی

محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ حال امریکہ



ہوں۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کیا کھایا ہے؟ اس نے کہا کھمیوں کے ساتھ روٹی کھا کر آئی ہوں۔ آپ نے فرمایا ابھی جاؤ اور جا کر میرے لیے بھی لاو مجھے بے حد پسند ہیں۔ حضرت امال جان برسات میں ضرور کپوایا کرتی تھیں۔ پھر کئی بار آپ نے برسات میں کھلوا یا کہ کھمی ملے تو مجھے بھجوائیں۔ کھانوں کا ذکر ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ لاہور میں جو شادیوں کے موقع پر پاک (گوشت) کا ساگ پیکا آتا ہے تو پاک بھجوانا۔ لیکن ہو بالکل اسی طرح گلہا ہوا۔ میں آپ کی خدمت میں اپنی بہن کے رخصتانہ کی دعائیں شمولیت کی درخواست کرنے کے لئے حاضر ہوئی آپ نے فرمایا کہ میں آؤں گا۔ میں نے پھر واپسی پر کہا کہ حضرت میاں صاحب آپ ضرور تشریف لاں گیں۔ آپ نے نہایت شفقت سے فرمایا۔ تم کیسی باتیں کرتی ہو میں ان شاء اللہ ضرور آؤں گا میں تو تمہارا ڈاکیہ بھی رہ چکا ہوں تو کیا آج تمہاری بہن کی شادی پر نہ آؤں گا۔ ڈاکیہ کے لفظ میں آپ کا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ 1947ء کے بعد قادیانی سے میرے اباجان کے خط و سال تک آپ کی معرفت آتے رہے جس وقت خط آتا آپ فوراً بھجوادیتے اور اکثر ایسا ہوا کہ اگر کوئی پاس نہیں ہے تو خود تشریف لاتے، ہمارا دروازہ کھنکھایا ہم نے پوچھا کون ہے؟ فرماتے

آپ نے پڑھا تو آپ نے قدرے پر بیٹھنی سے فرمایا کہ سرجن جی! لطیف کے رخصتانہ میں کیا دیر ہے؟ یہ خواب اچھی نہیں ہے۔ رخصتانہ جلد ہو جانا چاہئے۔ معلوم ہوتا ہے کوئی مگار لطیف کو اس رشتے کے متعلق ورغل رہا ہے۔ جب رخصتانہ ہوا تو ابھی قادیانی کے درویش پاسپورٹ کے ذریعے پاکستان نہیں آسکتے تھے۔ آپ کو اس بات کا بہت احساس تھا کہ اس کو اپنے باپ کی عدم موجودگی کا صدمہ ہو گا۔ اس لئے آپ نے غیر معمولی طور پر ہمارا بہت خیال رکھا اور ہر ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش فرمائی۔ اور خود تشریف لا کر دعا کروائی اور بعد میں بھی ہمیشہ ہر طرح خیال رکھا۔ کچھ عرصہ بعد میری صحت کمزور ہو گئی تو آپ نے فرمایا کہ تم بہت کمزور ہو گئی ہو۔ میں نے عرض کی کہ سراں والے تو کہنے ہیں کہ تم اسی طرح کی تھی۔ آپ مکرائے اور فرمایا۔ بعد میں اسی طرح کہا کرتے ہیں دراصل اڑکیاں وزن کر کے دینی چاہیں۔

کی ایک رشتہ میں سے آپ کو یہی رشتہ پسند آیا۔ میرا نکاح ہو گیا لیکن رخصتانہ ایک سال بعد ہوا۔ اس دوران میرے اباجان کا خط آیا جس میں حضرت میاں صاحب کے نام بھی کوئی پیغام تھا۔ میں وہ خط لے کر ہمیشہ سرجن جی صاحبہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس میں میرے اباجان نے ایک خواب بھی لکھی ہوئی تھی کہ ایک بکری ہے جو لطیف کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ جب

باجی امۃ الرشید کی قیمتی یادیں

میں نے کرمہ باجی امۃ الرشید سے پوچھا کہ آپ کو حضرت میاں صاحبؒ کی سب سے پہلی کیا بات یاد ہے تو انہوں نے بتایا کہ پارٹیشن سے پہلے کی بات ہے حالات خراب ہو رہے تھے۔ جماعت کے انتظام کے تحت حضرت میاں صاحبؒ الجنة کی ممبرات کو بندوق چلانا سکھا رہے تھے اور حضرت مرزا منور احمد صاحب ابتدائی طبی امداد کی تربیت دیتے تھے۔ ہماری آپا بھی زیر تربیت ممبرات میں شامل تھیں جو اپنے ساتھ مجھے بھی لے جاتی تھیں۔ ایک دن حضرت میاں صاحبؒ نے میری دلخواہی کی خاطر مجھ سے بھی بندوق چلوائی۔ میں اسے اٹھا بھی نہیں سکت تھی۔ آپ نے خود میرے کندھے پر بندوق رکھ کر کندھے کو تھامے رکھا اور مجھے سمجھیا کہ کہاں انگلیاں رکھنی ہیں، کیسے دبانا ہے۔ اس وقت بہت خوشی ہوئی تھی کہ مجھے بھی بندوق چلانی آگئی ہے۔ میں چھوٹی ہونے کی وجہ سے ابتدائی طبی امداد والوں کے بھی کام آئی۔ مجھے میز پر لٹا کر پیٹاں باندھنے کی مشق کرواتے۔ حضرت میاں صاحبؒ ترمی اور محبت سے بات کرتے۔ بعد میں درویش قادریان کی بیٹیاں ہونے کے نتے پہلے سے بڑھ کر شفقت کا سلوک فرماتے۔ قادریان سے اباجان کا کوئی پیغام یا پارسل لینا ہوتا یا امی جان نے کچھ پوچھنا ہوتا تو وہ ہمیں سمجھ دیتیں۔ اس وقت کی معمول کی باتیں اب قیمتی یاد گارب نہیں ہیں۔ باجی نے جامع نصرت سے بی اے کر کے لاہور سے بی ایڈ کیا اور نصرت گرلز سکول میں پڑھاتی رہیں۔ اللہ پاک جزا عطا فرمائے جو تعلیم کے حصول میں سہارا بنے۔

ایک دن باجی حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں کسی کام سے حاضر ہوئیں تو آپ نے پہت درویش کی تربیت کے خیال سے دریافت فرمایا۔ آپ کو بستی کی چادر بدلتی آتی ہے؟ باجی نے کہا۔ جی بدل سکتی ہوں حضرت میاں صاحبؒ باتھر دم کی طرف قدرے اوٹ میں ہو گئے۔ باجی نے تیکے کے پاس رکھی ہوئے کاغذات، پنسلین وغیرہ ایک طرف رکھ کے صفائی سے چادر بدل دی اور تکیہ رکھ کے احتیاط سے پہلی والی جگہ اور ترتیب سے کاغذات اور

ہر چیز کو قریئہ اور نہایت سلیقہ سے رکھتے تھے۔ حیات بیشیر میں آپا کے حوالے سے یہ واقعہ بھی درج ہے: آپ اپنے ہر کام میں انتہائی احتیاط سے کام لیتے تھے اور ہر چیز کو قریئہ اور نہایت سلیقہ سے رکھتے تھے۔ ایک دفعہ گندم ہو لگوئے کے لئے دھوپ میں پڑی تھی میں نے کہا کہ گندم کو تو کیڑا لکھی کرتا تھا یہاں تو چاولوں کو بھی لگ جاتا ہے۔ فرمایا: ہلدی اور نمک لگا کر رکھو پھر نہیں لگے گا۔ اسی طرح کھانوں اور اچار مرید وغیرہ تیار کرنے کے متعلق آپ سے استفادہ حاصل کیا۔

(حیات بیشیر صفحہ 291، 292)

بھائی جان مکرم عبد الباسط شاہد کی حسین یادیں

آپ نے طالب علمی کے زمانہ میں حضرت میاں صاحبؒ سے دعائیں لیئے کا واقعہ بتایا کہ بزرگوں سے دعا لینے کی حرص میں آپ کو خط لکھنے لگا اور روزانہ ہی ایک خط بیکھ دیتا۔ آپ از راہ شفقت ہر خط کا جواب عنایت فرماتے۔ پھر یہ احساس ہونے لگا کہ اس طرح آپ کو زحمت تو نہیں دے رہا۔ مسجد میں آپ سے ملاقات ہوئی تو ادب سے عرض کیا کہ خط دعا کے لئے لکھتا ہوں جواب کے لئے نہیں۔ فرمایا دعا میں کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہر خط کا جواب نہ آتا مگر یہ تسلی رہتی کہ دعا ہو رہی ہے، فلحمد للہ۔

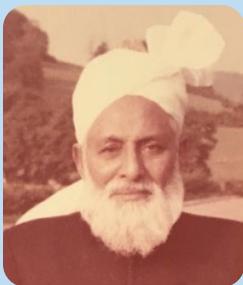
ایک بار بھائی جان حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے ولیمہ کی دعوت میں تشریف لانے کی درخواست کی جو آپ نے کمال شفقت سے قبول کرتے ہوئے شرکت کا وعده کیا۔ مگر آپ کسی وجہ سے تشریف نہ لاسکے جس پر اباجان اور سب بہت حیران ہوئے۔ انہی دنوں کی بات ہے بھائی جان کسی کام سے رحمت بازار گئے کیا دیکھتے ہیں کہ آپ دو تین احباب کے ساتھ پیدل چلے آرہے ہیں۔ بھائی جان نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ مصافی کی سعادت نصیب ہوئی۔ کچھ عرض کرنے سے پہلے ہی فرمانے لگے کہ میں ولیمے میں آنا چاہتا تھا لیکن طبیعت کی خرابی کی وجہ سے نہ آسکا ہاں میں نے تمہارے لئے دعا کی تھی۔ آپ کی کمال مہربانی اور شفقت تھی کہ یاد رکھا اور دعا بھی کی۔

بشیر احمد۔ اور ہاتھ میں خط ہوتا کہ لو اپنا خط میں نے سوچا کہ جلدی پہنچا دوں، تمہیں باپ کے خط کا انتظار ہو گا۔ ایک بار اپنی کمزوری صحت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اب طبیعت اتنی کمزور ہو چکی ہے کہ بات کرنے اور ہلنے کو دل نہیں چاہتا۔ ایک وہ دن تھا کہ تمہاری ڈاک خود پہنچا آیا کرتا تھا۔ اللہ اللہ کس قدر عظیم ہستی تھی۔ آپ کو دوسروں کے احساسات کا کس قدر خیال تھا۔

1950ء کا واقعہ ہے ہمارے گھر کا دروازہ کھلا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت میاں صاحب

ہیں فرمانے لگے کہ میں ایک کام سے آیا ہوں۔ ہماری بڑی ہمیشہ سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو خواب آیا ہے کہ حضرت نواب صاحب مرحوم تشریف لائے ہیں اور کچھ کھانے کی خواہش کی ہے اس لئے انہوں نے آج پلاڑا اور زردہ کی دیگیں پکوائی ہیں وہ تم کو بھجوادی جائیں گی۔ مستحقین میں قسم کروادینا۔ لیکن اس طرح نہیں کہ لوگ ہاتھوں میں تھالیاں پکڑے ہوں بلکہ ہر ایک کوڑے میں لگ کر بھجوانا۔ اس سال رمضان المبارک میں تعلیم القرآن کلاس کی طالبات کو لے کر ملاقات کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے باوجود خرابی صحت کے سب کو اپنے کمرے میں بلالیا اور ہر ایک کے متعلق دریافت فرمایا اور تعلیم حاصل کرنے کے متعلق بہت مفید نصیحتیں فرمائیں اور پھر غیر معمولی لمبی دعا فرمائی جس سے یہ ظاہر ہوا کہ آپ کے دل میں مذہبی تعلیم کی لتنی قدر و منزالت تھی۔

تھیسیم ملک کے بعد پہلی بار جلسہ سالانہ کے موقع پر قادریان جانے کی اجازت ملی تو (میرا نکاح ہو چکا تھا اور رخصتانہ بھی نہیں ہوا تھا) حضرت میاں صاحب نے ہم بہن بھائیوں اور مختارہ والدہ صاحبہ میں سے کسی ایک کو بھجوانے کی بجائے میرے خاوند شیخ خورشید احمد صاحب کو بھجوایا اور اباجان کو خط لکھا کہ میں شیخ صاحب کو بھجو رہا ہوں میرا خیال ہے آپ کو ان سے مل کر زیادہ خوشی اور اطمینان حاصل ہو گا۔ یعنی لحاظ سے آپ کے لئے بیٹوں سے بھی بڑھ کر ہیں۔ (حیات بیشیر صفحات 232 تا 235)



حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کا

دُلشیں اندازِ نصیحت

(مرسلہ: مکرم مولانا عطاء الجیب راشد صاحب امام مجیدفضل (لندن)

مولوی صاحب کو کیا جواب دیں؟ میں نے کہا جی بات یہ ہے کہ جب میدانِ عمل میں جائیں گے تو ہم تقریریں کریں گے، درس دیں گے اور غیر مسلموں کو تبلیغ کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ چلو تبلیغ بھی کر لی، درس بھی دے دیا اور تقریریں بھی کر لیں۔ پھر کیا ہو گا؟ اس کے بعد میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ میں نے کہا پھر یہ ہے کہ لوگ احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوں گے اور اس طرح بیعتیں ہوں گی مولوی صاحب نے مسکرا کر کہا چلو بیعتیں بھی ہو گئیں، لوگ اسلام میں بھی داخل ہو گئے، پھر کیا ہو گا۔ مجھے کچھ پریشانی سی ہوئی کہ میں کیا جواب دوں؟ میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا، میں چپ کر گیا۔ اس پر مولوی صاحب مسکرائے اور ہم سب کی طرف دیکھا اور کہا کہ دیکھو یہ ساری چیزیں صحیح ہیں، اچھی ہیں۔ زندگی وقف کرنا، جامعہ میں پڑھنا، مرتبی بننا، تبلیغ کرنا، بیعتیں کروانا یہ سب ٹھیک ہے۔ لیکن اگر خدائی کا قریب اور اس کا عرفان آپ کو حاصل نہیں ہوا۔ تو خدا کے نزدیک یہ ساری چیزیں مانکن زیرو سے بھی نیچے ہیں، زیرو ہیں۔ ان کی کوئی اہمیت خدا کے نزدیک نہیں ہے۔ اگر خدا کے ساتھ تمہارا زندہ تعلق نہیں ہے۔ یہ کہہ کر مولوی صاحب مسکراتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے۔

یہ ایک ایسی نصیحت ہے جو مجھے اب تک یاد ہے۔ یہ 1970ء کی بات ہے۔ گویا 55 سال پہلے کی بات ہے۔ آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کو جو مکرم امام عطاء الجیب راشد صاحب کے والد صاحب تھے کو اس زریں نصیحت کی جزا عطا فرمائے اور ہم سب کو ہمیشہ اس پر عمل کرنے کی سعادت اور توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مکرم مولانا عبدالبسط طارق صاحب مرتبی سلسلہ جرمی تحریر کرتے ہیں:

جامعہ احمدیہ ربوہ میں ہمارے نگران اساتذہ ہمیں کہتے رہتے تھے کہ ہر ہفتہ تم لوگوں نے کسی بزرگ سے صحبتِ صالحین کے لیے ان کے پاس جا کر ان کی باتیں سننی ہیں۔ اس وقت بہت سے صحابہ ربوہ میں زندہ موجود تھے۔ ہم ان کے پاس جایا کرتے تھے۔ ایک ہفتہ ہمیں کسی صحابی سے ملاقات کا وقت نہ سکا۔ اس پر ہم مسجد مبارک چلے گئے کہ وہاں کسی بزرگ سے مل لیں گے۔ جب عصر کی نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کو دیکھا۔ میں اس وقت جامعہ احمدیہ میں درجہ رابعہ کا طالب علم تھا۔ میرے ساتھ تین چار اور دوست بھی اور تم کون ہو۔ ہم نے کہا: ہم جامعہ کے طالب علم ہیں۔ آپ سے بات کرنی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ کیا بات کرنی ہے اور تم کون ہو۔ ہم نے کہا: ہم کوئی شفقت کی یادیں خزانوں سے قبیلی بن گئی ہیں۔ شادی بھی آپ کے مشورے سے ہوئی۔ جب پہلی بچی پیدا ہوئی تو ہم خوش خوشی بچی کو دکھانے کے لئے حضرت میاں صاحبؒ کے دفتر چلے گئے۔ آپ نے پوچھا پچے کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے کہا پچی ہے نام امۃ النصیر ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے پچے کا نام پوچھا تھا۔ لفظ بچ دوں کے لئے کہا جاسکتا ہے۔ جب علم نہ ہو کہ اڑکی ہے یا لڑکا ہے تو بچ کہنا چاہئے۔ چھوٹی بہن امۃ الشکور نے یاد دلایا کہ جب ہم کسی کام سے جاتے تو آپ فرماتے مکرمہ ام مظفر سے بھی مل کر جائیں اس طرح ہمیں ان کا بھی پیار اور دعائیں مل گئیں۔ ہم بہنیں بڑی ہو گئیں تو پھر وہاں بھائی عبید السلام طاہر دفتر خدمت درویشان جانے لگا۔ غرضیکہ ہم سب نے آپ کی شفقت اور محبت اور دعائیں سمجھیں۔ دل سے دعا لائتی ہے کہ آپ کے طفیل جس قدر ہم نے آرام پایا اللہ تعالیٰ ان کو وہاں آرام پہنچائے اور ہمیں بھی ان مبارک ہستیوں کے طفیل اپنی ذرہ نوازی سے معاف فرمائے۔ ستاری کی چادر میں لپیٹ لے اور مقامِ قرب عطا فرمائے، آمین۔

پنسلیں رکھ دیں جس پر آپ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور دریافت فرمایا۔ اچار ڈالانا آتا ہے؟ باجی نے عرض کیا کہ خود نہیں ڈالا لبیت امی جان کو ڈالتے دیکھا ہے۔ آپ نے اپنے ملازم سے جس کا نام بشیر تھا کمرے میں میز رکھو اکر لیبوں اور ہری مرچ منگوائی اور چھوٹی چھوٹی بات سمجھاتے ہوئے اپنے سامنے اچار ڈالوایا۔ باجی ایک دن بات کرتے ہوئے اپنے برقع کے بٹن غیر ارادی طور پر بار بار کھول کر بند کر رہی تھیں، حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا بیٹھا آپ جو اس طرح بلا ضرورت بٹن کھول بند کر رہی ہیں اس سے دوسرے پر یہ اثر پڑتا ہے کہ آپ میں خود اعتمادی کی کمی ہے، کوئی کمپلیکس ہے۔ باجی کو یہ بات ساری عمر یاد رہی بلکہ دوسروں کو بھی بتاتی رہیں۔

امی جان عام طور پر کسی چھوٹی بہن کو ساتھ کھیتیں۔ ایک دن آپ سے چھوٹی بہن امۃ الحمید ساتھ تھیں۔ حضرت میاں صاحبؒ نے کچھ ارشاد فرمایا جو وہ پہلے سمجھ گئیں۔ آپ نے بے ساختہ فرمایا فَقَهَمَنَهَا سُلَيْمَنٌ (پس ہم نے سلیمان کو وہ بات سمجھا دی)۔ اس پر ان شفقت کی یادیں خزانوں سے قبیلی بن گئی ہیں۔ شادی بھی آپ کے مشورے سے ہوئی۔ جب پہلی بچی پیدا ہوئی تو ہم خوش خوشی بچی کو دکھانے کے لئے حضرت میاں صاحبؒ کے دفتر چلے گئے۔ آپ نے پوچھا پچے کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے کہا پچی ہے نام امۃ النصیر ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے پچے کا نام پوچھا تھا۔ لفظ بچ دوں کے لئے کہا جاسکتا ہے۔ جب علم نہ ہو کہ اڑکی ہے یا لڑکا ہے تو بچ کہنا چاہئے۔ چھوٹی بہن امۃ الشکور نے یاد دلایا کہ جب ہم کسی کام سے جاتے تو آپ فرماتے مکرمہ ام مظفر سے بھی مل کر جائیں اس طرح ہمیں ان کا بھی پیار اور دعائیں مل گئیں۔ ہم بہنیں بڑی ہو گئیں تو پھر وہاں بھائی عبید السلام طاہر دفتر خدمت درویشان جانے لگا۔ غرضیکہ ہم سب نے آپ کی شفقت اور محبت اور دعائیں سمجھیں۔ دل سے دعا لائتی ہے کہ آپ کے طفیل جس قدر ہم نے آرام پایا اللہ تعالیٰ ان کو وہاں آرام پہنچائے اور ہمیں بھی ان مبارک ہستیوں کے طفیل اپنی ذرہ نوازی سے معاف فرمائے۔ ستاری کی چادر میں لپیٹ لے اور مقامِ قرب عطا فرمائے، آمین۔

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

Designed by Freepik

تقریب میں شرکت کی ہے۔ یہ تاریخی تقریب 23 اکتوبر 1534ء میں بادشاہ شہری ہشتم کی روم سے علیحدگی کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ کسی برطانوی بادشاہ نے کیتوںک پوپ کے ساتھ عبادت میں حصہ لیا۔

چین میں غیر رجسٹرڈ چ چز کے خلاف کارروائی چین میں حکومت نے غیر رجسٹرڈ چ چز کے خلاف ایک بار پھر کارروائیاں شروع کر دی ہیں۔ اب تک 30 سے زائد پادری اور متعدد ارکان گرفتار کیے جا چکے ہیں۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ یہ اقدامات صدر شی جن پنگ کی مذہبی آزادیوں کے خلاف پالیسیوں کا حصہ ہیں۔ جرمی کے مذہبی آزادی کے کمشنر تھامس راحل نے اس صورتحال پر شدید عمل کا اظہار کرتے ہوئے اسے مذہبی آزادی کی خلاف ورزی قرار دیا اور تمام گرفتار افراد کی رہائی کا مطالبه کیا ہے۔

جرمنی میں مہاجرین کی مشکلات

جرمن ادارہ برائے اقتصادی تحقیق (DIW) کی تازہ رپورٹ کے مطابق جرمی میں رہنے والے دو تہائی مہاجرین کو غربت کے خطرات لاحق ہیں۔ تحقیق کے مطابق مہاجرین کو روزگار، رہائش اور تعلیم تک رسائی میں مشکلات کا سامنا ہے، جس کی وجہ سے وہ سماجی طور پر غیر ملکی حالت میں زندگی گزار رہے ہیں۔

بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لیے خوراک اور امدادی سامان سے لدی ہزاروں گاڑیوں کا غزہ پہنچانا گزیر ہے۔

ڈرائیو نگ لائنس کے نئے قواعد کی منظوری یورپین یونین کی پارلیمنٹ نے 21 اکتوبر کو ڈرائیو نگ لائنس سے متعلق نئے قواعد و ضوابط کی منظوری دے دی ہے۔ ان اصلاحات کے تحت یورپین ممالک میں ڈیجیٹل ڈرائیو نگ لائنس کا آغاز کیا جائے گا اور ٹریک قوانین کی خلاف ورزیوں پر جرمانوں کی وصولی کا طریقہ بہتر بنایا جائے گا، خواہ خلاف ورزی اپنے ملک میں کی گئی ہو یا کسی دوسرے رکن ملک میں۔ یہ تمام اصلاحات یورپین یونین کے 27 رکن ممالک پر نافذ ہوں گی۔

روس سے گیس کی درآمد ختم کرنے کا فیصلہ

یورپین یونین کے رکن ممالک نے 2027ء تک روس سے گیس کی درآمد مکمل طور پر ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ اقدام روس اور یوکرین کے درمیان جاری جنگ کے پس منظر میں بتدریج اور مرحلہ وار طور پر کیا جائے گا۔ اب رکن ممالک روپی گیس پر انحصار ختم کر کے تبادل توانائی کے ذریعہ کی طرف بڑھیں گے۔

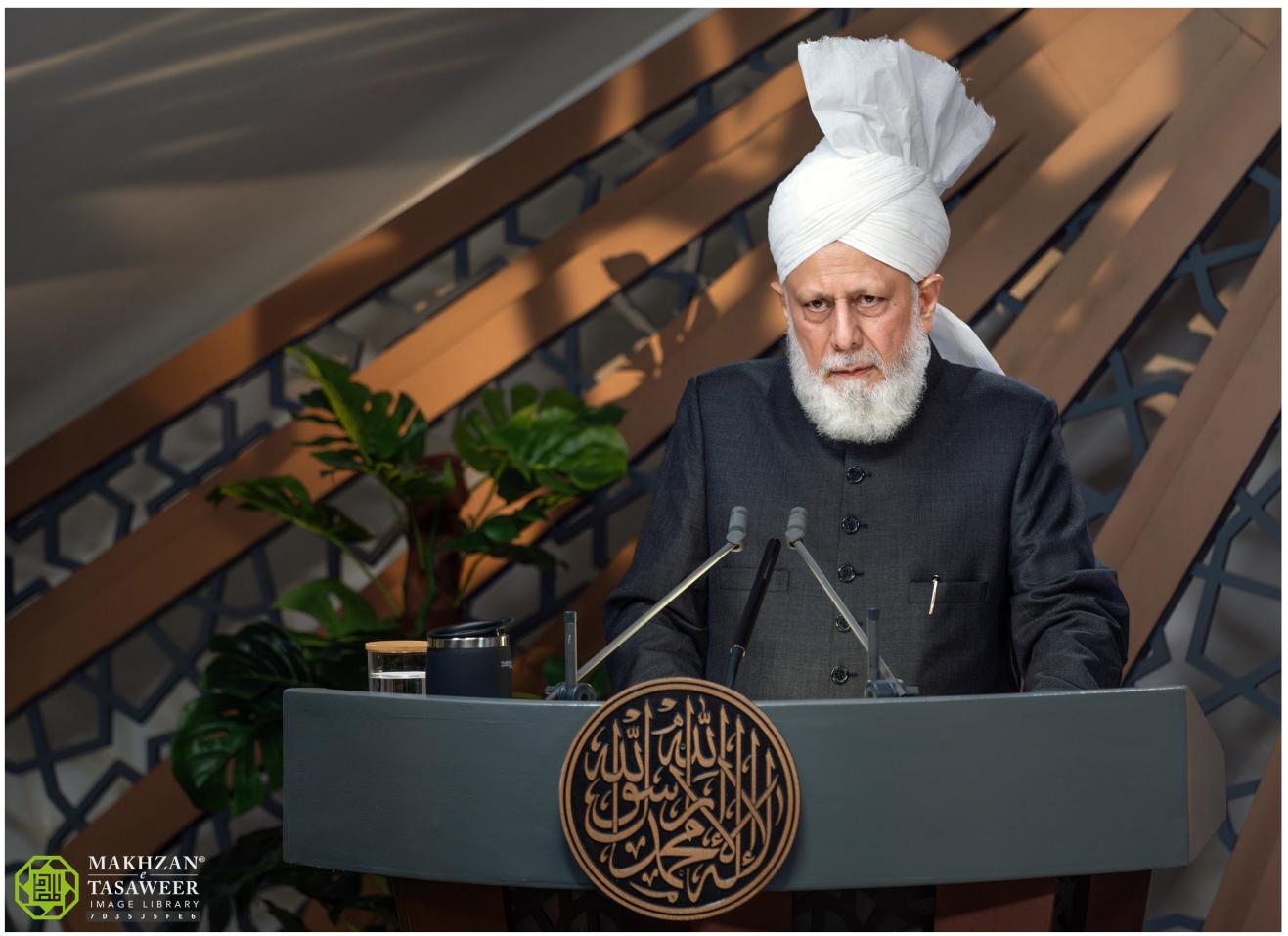
برطانوی بادشاہ اور پوپ کی مشترکہ دعا نیت تقریب برطانیہ کے بادشاہ چارلس اور کیتوںک مسیحیوں کے پوپ یونے 1534ء کے بعد پہلی بار ایک مشترکہ دعا نیت حالات کا سامنا کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ آبادی کی

جرمن چانسلر تقدیم کی زد میں

جرمن چانسلر فریڈر ش میرس اپنے ایک بیان کے باعث شدید تنقید کی زد میں ہیں یہاں تک کہ اتحادی جماعتوں کے بعض ارکان نے بھی ان کے بیان پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ مہاجرین سے متعلق پالیسی کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں چانسلر نے کہا تھا کہ ”سٹی اسپیس“، میں مسئلہ موجود ہے، جسے وزیر داخلہ حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس اصلاح کے استعمال پر ناقدین کا کہنا ہے کہ چانسلر نے شہری علاقوں کو مہاجرین سے جوڑ کر نسل پرستانہ تاثر دیا ہے۔ حزب اختلاف اور متعدد ارکان پارلیمنٹ نے اس بیان کی مذمت کرتے ہوئے چانسلر سے معافی کا مطالبہ کیا ہے۔

غزہ میں خوراک کی ترسیل

امن معہدہ کے بعد غزہ میں خوراک اور امدادی سامان کی فراہمی دوبارہ شروع ہو گئی ہے۔ اقوام متحده کے ورلڈ فوڈ پروگرام (WFP) کے مطابق فائزہ بندی کے بعد روزانہ اوسطاً 560 ٹن خوراک اور دیگر امدادی اشیاء غزہ پہنچ رہی ہیں، تاہم یہ مقدار اب بھی مقامی ضروریات سے بہت کم ہے۔ اقوام متحده کے امدادی امور کے نگران نے جیسا میں بتایا کہ غزہ کے کئی علاقوں اب بھی قحط جیسے حالات کا سامنا کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ آبادی کی



امام وقت کی آواز

مرثیہ: مکرم سید سعادت احمد صاحب

سب سخن کے جام بھرتے ہیں اسی سرکار سے

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ﷺ کی طرف سے مجلس عرفان اور خطوط میں دیے گئے علمی و تطبیقی سوالات کے جوابات میں سے انتخاب

فائدہ نہیں اٹھاتے، نیز راہنمائی کی درخواست کی کہ انفرادی ایک بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ دوسری بات یہ ہے کہ تم یہ سوچو کہ تمہارے اعصاب میبضوط ہیں اور تم ہر طور پر اپنی کمزوریوں کو کیسے ڈور کیا جا سکتا ہے تاکہ تم ترقی کریں، اپنے اندر نظم و ضبط قائم کریں، اخلاص میں شکل پر بغیر کسی پریشانی کے قابو پا سکتے ہو، اس کے لیے بڑھیں، قربانی کے معیار کو بلند کریں اور دنیا میں اسلام کا قابو پا سکتے ہو اور یہی تمہاری قوتِ ارادی کو بڑھانے میں مدد دے گا۔ آخر پر حضور انور نے تاکید فرمائی کہ اس لیے ہمیشہ یہ سوچ کرو کہ جب بھی کسی کام کا آغاز کرو تو جب کتنک وہ کمل نہ ہو جائے ہرگز ہمت نہ ہارو۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی نمازوں خشوع و خضوع سے پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کے علم میں اضافہ کرے اور اپنے دین کے کام کے لیے طاقت بخشدے۔ اگر آپ اپنی بیٹھ و قوت سے

ایک خادم یا ایسٹریجی (امریکہ) کے ایک خادم نے 20 ستمبر 2025ء کو ہونے والی ملاقات میں حضور انور ﷺ سے راہنمائی کی درخواست کی کہ وہ میبضوط قوتِ ارادی کیسے پیدا کر سکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے استفہامیہ انداز میں دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے اندر قوتِ ارادی نہیں ہے؟ خادم نے اثبات میں عرض کیا کہ جی تھوڑی سی ہے۔ جس پر حضور انور نے فرمایا کہ میرے خیال میں تمہارے اندر قوتِ ارادی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں وہ قوتِ ارادی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں وہ طاقت عطا فرمائے جس سے تم زندگی کے دوران پیش آنے والے چھوٹے مولے اور معمولی مسائل پر قابو پا سکو،

قابو پا سکتے ہو اور یہی تمہاری قوتِ ارادی کو بڑھانے میں مدد دے گا۔ آخر پر حضور انور نے تاکید فرمائی کہ اس لیے ہمیشہ یہ سوچ کرو کہ جب بھی کسی کام کا آغاز کرو تو جب کتنک وہ کمل نہ ہو جائے ہرگز ہمت نہ ہارو۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی نمازوں خشوع و خضوع سے پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا Determination ہونی چاہیے۔

ایک خادم نے حضور انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ آج کی دنیا میں بہت سے خادم اپنے وقت سے کام کے لیے طاقت بخشدے۔ اگر آپ اپنی بیٹھ و قوت سے

ناصرات کی ممبر جو گیارہ سال سے پندرہ سال تک کی ہے اس کو بتائیں کہ اس کے لیا نقصان اور لیا فائدے ہیں اور اس سے ہمیں کتنا پچا چاہیے۔ اسی حوالے سے حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آن گل بہت سارے جو ٹیکنیکل فیلڈ میں ہیں، ان کے Quote نکالیں، وہ پڑھی لکھی لڑکوں کو دیں اور ان کو بتائیں کہ دیکھو! جو لوگ Artificial Intelligence بڑس میں ہیں، یا ان کے Quotes ہیں، اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اس سے بچنا چاہیے۔ یہ گورنمنٹ کے منسٹر ز اور یہ دنیا کے مختلف لوگوں کے Quotes ہیں کہ اس کے کیا نقصانات ہیں۔ تو تھوڑی سی ریسرچ کریں۔

آخر میں حضور انور نے اس امر کی جانب بھی توجہ مبذول کروائی کہ میں مختلف و قتوں میں بتاتا بھی رہا ہوں اور اس کی Awareness جب ہو جائے گی، باقاعدہ ہر مہینے ان کو بتاتے رہیں کہ لغویات کے کس طرح بچنا ہے۔ حضور انور نے صدرات کو ہدایت فرمائی کہ صدرات لجنے اور ناصرات کی ہر ممبر کو Message بھیجن۔ قرآن، حدیث، مسیح موعودؑ کے اقتباسات، خلفاء کے اقتباسات سے تھوڑے تھوڑے چار چار پانچ پانچ لاکھوں کے Passage ہوں کہ کس طرح ہم نے ان چیزوں سے بچ کر رہنا ہے۔ وہ Artificial Intelligence ہو یا کوئی بھی سویں میڈیا کا غلط کام ہو، اس سے ہم نے کس طرح بچنا ہے سو! ان باتوں میں تو یہی عرصے سے کہہ رہا ہوں اور AI کے بارے میں تو یہی شیشے سے بول رہا ہوں۔ اس سے فائدہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے لیکن آپ نے دیکھتا ہے کہ اپنی لجئے کی ممبرات کو اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے کس طرح گایہیڈ کرنا ہے۔ ان کے لیے باقاعدہ جو اس ٹیکنیکل فیلڈ میں ہو، اس سے مدد لیں اور مہینے میں ایک یادو مہینے بعد ایک کلاس لے کے ان کو بتایا کریں کہ کیا کیا اس کے نقصان اور فائدے ہیں، ان دو مہینوں میں دنیا نے کیا اس سے فائدہ اور کیا نقصان اٹھایا۔ تو یہ ساری چیزوں دیکھی چاہئیں۔ (الفضل انٹریشل 18 اکتوبر 2025ء)

اس پر حضور انور نے قانونی شادی کے سماجی پہلو اور نکاح کی شرعی حیثیت کی بابت راہنمائی عطا فرمائی کہ قانونی تو شادی یا نکاح لوگوں کے سامنے ایک اعلان ہے کہ ہم میاں بیوی ہو گئے ہیں اور کوئی رجسٹرڈ ہو گئے ہیں۔ اگر فیلی نے اس کو Accept کر لیا تو ٹھیک ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضور انور نے نکاح کے دینی پہلو اور اسلامی طریق پر عمل کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے اس حقیقت کو بھی واضح فرمایا کہ لیکن نکاح کا اسلامی طریقہ ضروری ہے، وہ ہونا چاہیے۔ جماعت اس کو رجسٹر نہیں کرے گی جب تک نکاح نہیں ہو گا۔ ٹھیک ہے قانونی طور پر وہ میاں بیوی ہیں اور معاشرے میں یہ اعلان ہے، لیکن معنی جانیں۔ اس طرح آپ کو معلوم ہو گا کہ قرآن کریم میں کیا احکامات اور ارشادات درج ہیں، وہ کون سی باتیں ہیں جن پر آپ کو عمل کرنا چاہیے اور وہ کون سی باتیں ہیں جن سے آپ کو اجتناب کرنا چاہیے۔ اس کے بعد اپنی Study کریں۔ پورے دن کے لیے ایک چارٹ بنائیں کہ یہ یہ کام آپ نے کرنے ہیں، اس میں نمازیں، نیند، کانچ کی پڑھائی، ذاتی مطالعہ اور باقی تمام امور درج ہوں۔

حضرور انور نے آخر میں اس بات پر زور دیا کہ اس طرح آپ اپنی زندگی میں نظم و ضبط قائم کر سکتے ہیں۔ نماز بذات خود آپ میں نظم و ضبط قائم کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اگر آپ اپنی پنچ وقت نماز ادا کر رہے ہیں اور اس میں باقاعدہ ہوں گے تو آپ خود تجربہ کریں گے کہ اب آپ کی زندگی منظم ہو گئی ہے۔ دن کا آغاز فجر کی نماز سے کریں، اس سے آپ میں باقاعدگی پیدا ہو گی، اور اسی طرح آپ جماعت کی خدمت کر سکیں گے اور اپنی زندگی میں بھی نظم و ضبط قائم کر سکیں گے۔ نیز آپ اپنی دنیا وی سرگرمیوں میں بھی بہتر کارکردگی و کھا سکیں گے۔

اس پر حضور انور نے یاد دلایا کہ یہ کوئی نئی بات تو نہیں، میں تو بڑے عرصے سے کہہ رہا ہوں کہ AI کا استعمال غلط ہو رہا ہے۔ حضور انور نے AI کو صحیح طریق پر استعمال کرنے کے حوالے سے توجہ دلائی کہ اس کے لیے آپ اپنی لجئے کی ممبرات کو Awareness کوئی اور اکٹھے رہ سکتا ہے؟

☆ آرلینڈ کی ایک لجئے ممبر نے 23 اکتوبر 2025ء کو ملاقات میں سوال کیا کہ کیا ایک احمدی کے لیے صرف کوئی میرج یا قانونی شادی اکٹھے رہنے کے لیے کافی ہے، یعنی کیا کوئی جو اصراف کوئی میرج کر کے نکاح کیے بغیر اکٹھے رہ سکتا ہے؟



خدمت انسانیت کا سب سے مشہور اعزاز

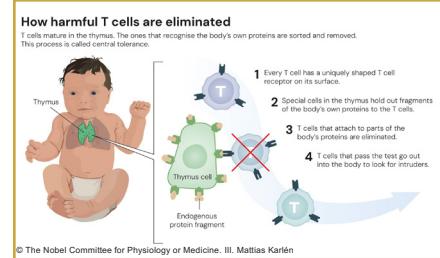
نوبل انعام 2025ء

مکرم ڈاکٹر شفیل احمد شاہد صاحب۔ پی ایچ ڈی

اُن ٹشوز **Tissues** پر حملہ کر کے انہیں ناکارہ بنا دیتا ہے جو انسولین پیدا کرتے ہیں۔ اس لئے ایسے مرض کو ساری عمر صنou طور پر انسولین لینی پڑتی ہے۔ چنانچہ اس صورت حال سے نیٹنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک مختلف قسم کے ٹی سیلز عطا کئے ہیں، جو خود دفاعی نظام کو سیدھے راستے پر رکھتے ہیں اور یوقتِ ضرورت ان کی اصلاح، اور اگر یہ قابلِ اصلاح نہ ہوں تو انہیں ختم کر دیتے ہیں۔ یہ ٹی سیلز جن کا کام نظامِ دفاع کو اپنی حدودوں میں رکھنا ہے (Regulatory T-Cells (TREG)) کہلاتے ہیں اور سیکیورٹی گارڈز کی حیثیت سے نظامِ دفاع کو منظم رکھتے ہیں۔ یہ ٹی سیلز جسم میں ایک سے دو فیصد ہوتے ہیں مگر بہت ہوشیار ہوتے ہیں اور باقی سب ٹی سیلز کو ان کا حکم ماننا پڑتا ہے۔ سادہ لفاظ میں یوں سمجھیے کہ جن ممالک میں دفاعی افواج گاہے گاہے عنانِ حکومت پر قبضہ کر لیتی ہیں، یا اپنی ہی عوام کو دشمن کی طرح کچل دیتی ہیں، اگر ان ممالک میں ان افواج کے سر پر بھی کوئی قوت ہو جو انہیں اس بغاوت اور غلطی سے روکنے پر مامور ہو اور اس کی طاقت رکھتی ہو تو ایسے ممالک ان کہراموں سے بچ سکتے ہیں۔

طب کا نوبل انعام حاصل کرنے والے سائنسدانوں میں سے دو تو امریکہ کے ہیں یعنی Mary E. Fred Ramsdell Brunkow اور Shimon Sakaguchi تیرے جاپان سے ہیں۔ انہوں نے انہی سیکیورٹی گارڈز یعنی TREG کو

نو زائیدہ ٹی سیلز کی تربیت کے لئے جسم انہیں ایک ٹریننگ کیمپ میں بھجواد دیتا ہے جہاں انہیں سکھایا جاتا ہے کہ کس طرح یہ ورنی حملہ آوروں کی بیچان کرنی ہے۔ ٹریننگ کے اختتام پر ان کا امتحان لیا جاتا ہے اور اگر یہ دشمن اور جسم کے اپنے خلیوں میں فرق کرنے میں ناکام رہیں تو جسم انہیں ختم کر دیتا ہے۔ اس سکول یا ٹریننگ کیمپ کو تھامس Thymus کہتے ہیں اور یہ چھوٹا سا گدوں میں دل کے اوپری سطح پر واقع ہے۔ اس سکول سے فارغ التحصیل ٹی سیلز ہی جسم کے دفاع پر مامور کئے جاتے ہیں۔



قارئین کرام، اب یوں بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس ٹریننگ اور سخت امتحان کے باوجود میدانِ عمل میں کام کرتے ہوئے ٹی سیلز میں کچھ نقص واقع ہو جائے جس کی وجہ سے وہ دوست، دشمن کی بیچان میں غلطی کر سفید خلیے ہیں۔ ان خلیوں کی کئی اقسام میں سے ایک بیٹھیں، یا جان بوجھ کر اپنے ہی جسم کے سخت خلیوں کو بنتے ہیں۔ ان کا کام یہ ورنی دشمنوں، جراثیموں وغیرہ کی شناخت کرنا اور انہیں فلیگ Flag کرنا ہے تاکہ دفاع پر مامور دیگر سپاہی ان کی آسانی بیچان کر کے انہیں ختم کر دیں۔ تاہم یہ کام اتنا آسان نہیں کیونکہ اگر تحریک کاروں کی شناخت میں غلطی ہو جائے تو یہ دفاعی افواج جسم کے اپنے آر تھریٹس وغیرہ۔ ذیا بیٹس 1 Diabetes Type 1، ذیا بیٹس ٹائپ 1 میں جسم کا نظامِ دفاع ہی خلیوں پر انہیں دشمن سمجھ کر حملہ کر دیتی ہیں۔ اس لئے

قارئین کرام، یہ مضمون سال 2025ء میں نوبل انعام حاصل کرنے والوں کی تحقیق اور خدمات پر مبنی ہے جس کی تیاری کے لئے معلومات نوبل پرائز کی آفیشل ویب سائٹ www.nobelprize.org سے لی گئی ہیں اور انہیں نہیں سادہ الفاظ میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ قاری کو پڑھنے میں دقت محسوس نہ ہو۔

طب کا نوبل انعام

سال 2025ء کا طب کا نوبل انعام تین سائنسدانوں کے حصہ میں آیا جنہوں نے انسانی جسم کے نظامِ دفاع کے تحقیق کی۔ ہمارے جسم کا دفاعی نظام ایسے ہی کام کرتا ہے جیسے کسی ملک میں پولیس، افواج اور امن قائم کرنے والے ادارے کرتے ہیں یعنی بیرونی تحریک کاروں کو جسم میں داخل ہونے سے روکنا اور اگر وہ داخل ہونے میں کامیاب ہو جائیں تو جلد از جلد انہیں ختم کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نہیں ساخت اعلیٰ نظامِ دفاع عنایت فرمایا ہے۔ اس نظام کے دفاعی سپاہی خون کے سفید خلیے ہیں۔ ان خلیوں کی کئی اقسام میں سے ایک T-Cells ہیں جو Bone Marrow میں بننے

ہیں۔ ان کا کام یہ ورنی دشمنوں، جراثیموں وغیرہ کی شناخت کرنا اور انہیں فلیگ Flag کرنا ہے تاکہ دفاع پر مامور دیگر سپاہی ان کی آسانی بیچان کر کے انہیں ختم کر دیں۔ تاہم یہ کام اتنا آسان نہیں کیونکہ اگر تحریک کاروں کی شناخت میں غلطی ہو جائے تو یہ دفاعی افواج جسم کے اپنے آر تھریٹس وغیرہ۔ ذیا بیٹس 1 Diabetes Type 1، ذیا بیٹس ٹائپ 1 میں جسم کا نظامِ دفاع ہی خلیوں پر انہیں دشمن سمجھ کر حملہ کر دیتی ہیں۔ اس لئے

کیمیئری کا نوبل انعام مشترک طور پر تین کیمیاد انواع کو ملا جن میں سے ایک جاپان کے Susumu Kitagawa، دوسرے برطانیہ میں پیدا ہونے والے Richard Robson اور تیسرا اردن میں پیدا ہونے والے Omar M. Yaghi ہیں۔

فرکس کا نوبل انعام

اس سال فرکس کا نوبل انعام حاصل کرنے والے تینوں سائنسدانوں John Clarke، Michel John M. Martinis اور H. Devoret کا تعلق امریکہ سے ہے، جن کی تحقیق نے موبائل فونز، کیمکر، فاہر آپ ٹکس جیسی جدید تینکنالوجیز کے لئے راہیں ہموار کیں۔ ان کے کام کی بدولت کو انٹم کمپیوٹرز جلد دستیاب ہو گئیں گے جو موجودہ روایتی کمپیوٹر سے اس قدر تیز ہوں گے کہ جس Calculation کے لئے دور حاضر کے تیزترین پُر کمپیوٹر کو کھرب ہا سال چاہئیں، وہ کام کو انٹم کمپیوٹر پانچ منٹ میں کر سکے گا۔ مستقبل قریب میں ایسے کو انٹم کمپیوٹر کی بدولت نئی ادویات کی دریافت، سائنس اور ٹکنالوجی میں ترقی اور تحقیق میں تیزی آئے گی۔ ان تینوں سائنسدانوں کو سال 1984ء اور 1985ء میں کئے گئے ان تجربات پر نوبل انعام دیا گیا ہے جن میں انہوں نے کو انٹم میکینکس کے دو اصولوں کا

اطلاق ایسے سٹرپ پر کیا جو عام آنکھ سے دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک Quantum Tunneling ہے جسے درج ذیل مثال سے بآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

فرض کریں کہ آپ پہاڑی علاقہ میں گاڑی چلا رہے ہیں۔ بلندی پر چڑھنے کے لئے گاڑی کو اچھی خاصی طاقت لگانا پڑتی ہے مگر اس کے بر عکس ڈھلوان کی جانب جاتے ہوئے اگر گاڑی کو نیوٹرل گیئر میں بھی رکھا جائے تو وہ خود بخود نیچے اترتی چلی آئے گی۔ اگر آپ اسی نیوٹرل گیئر میں بلندی کی جانب گاڑی چلاسیں گے تو گاڑی کچھ دور جا کر رک جائے گی بلکہ وہ اپس ڈھلوان کی طرف آنا شروع ہو جائے گی۔ فرض کریں کہ آپ انتہائی چھوٹی سی، نہ دیکھنے والی کار

حسب ضرورت مختلف شکلوں اور جنم میں بنایا جاسکتا ہے تاکہ ان کے اندر گیس یا دیگر مایکروں فٹ ہو جائیں۔ یہ اسٹر کپر زباہر سے تو بہت چھوٹے ہوتے ہیں مگر ان کے اندر چوکہ کے تقریباً سب خالی جگہ ہے اس لئے ان کا اندر ورنی سطح جنم Area بہت زیادہ ہوتا ہے۔ یوں سمجھیے کہ چینی کے ایک Cube کو اگر پھیلا لیا جائے اور وہ فٹ بال اسٹینڈیم جتنی جگہ پر پھیل جائے۔ اس غیر عموی جنم کے باعث یہ اسٹر کپر زباہت زیادہ گیس یا دیگر مایکروں کو قید کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جیسے شکاری پنجرے میں پرندے قید کرتا ہے اسی طرح یہ پنجرے ہوا کو یانی کو قید کر سکتے ہیں۔

اس ریسرچ سے بنی نواع انسان بے شمار فوائد حاصل کرے گی۔ مثلاً اگر ہوا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ یا کوئی اور زہری لی گیس زیادہ ہے تو ان MOFs کی مدد سے اسے قید کر کے عیudedہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح دیگر Pollutants سے چھکارا پا کر ہوا میں آلو دگی کو کم کیا جاسکے گا۔ بلکہ بعض ایسے کیمیکلز میں جنہیں



© The Nobel Committee for Physiology or Medicine, III, Mattias Karlén

دریافت کیا اور دنیا کو بتایا کہ یہی ٹی سیلز نظام دفاع کو قابو میں رکھتے ہیں اور انہیں جسم کے اپنے ہی خلیوں پر حملہ کرنے سے روکتے ہیں۔ ان کی ریسرچ سے یہ علم حاصل ہوا کہ نظام دفاع کیوں نکر دشمن اور جسم کے محنت میں خلیوں میں فرق کرتا ہے۔ یہ ریسرچ مختلف بیماریوں بالخصوص Autoimmune Disorders کے علاج میں معاون ثابت ہو گی نیز کینسر جیسے مرض کے علاج میں بھی مدد ہو گی کیونکہ کینسریلز انہی سیکیورٹی گارڈز (TREG) کو غداری پر اکسرا کر اور انہیں اپنے لئے کام کرنے پر تیار

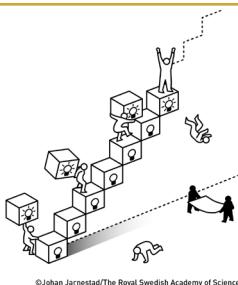


کر لیتے ہیں۔ اس طرح جسم کے نظام دفاع یعنی ٹی سیلز سے نجکنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ سائنسدان ان خطوط پر تحقیق کر رہے ہیں کہ کینسر کے مریض میں ان سیکیورٹی گارڈز کی تعداد کو کم کر کے جسم کے نظام دفاع کو انتاگل اکھڑا جائے کہ وہ کینسر کے خلیوں کو جڑ سے اکھڑا پھینکتیں۔ اس اصول کو منظر رکھتے ہوئے نئی ادویات تیاری کے مراحل میں ہیں اور ممکن ہے جلد انسانیت ایسے امراض کے علاج کے لئے ان ادویات سے مستفید ہونا شروع ہو جائے۔

کیمیئری کا نوبل انعام

آپ نے سانچ Sponge تو دیکھا ہو گا جو اپنے اندر پانی کی بے انتہا صلاحیت رکھتا ہے۔ اس سال جن تین کیمیاد انوں کو کیمیا کا نوبل انعام ملا ہے انہوں نے ایسے مایکیول راستر کپر ز تحقیق کئے ہیں جو سانچ جیسی یا یوں کہیے کہ اس سے کہیں زیادہ جذب کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان مایکیول راستر کپر ز کو (MOFs) یعنی Metal-Organic Frameworks کہا جاتا ہے۔ یہ دھات کے بنے پنجرے کی طرح ہیں جو نامیاتی مایکیول کی مدد سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ انہیں بنایا جاسکے گا۔

آتے ہیں تو وہ پرانی مصنوعات و طریقہ کار کی جگہ لے لیتے ہیں۔ اس طرح ہر نئی ایجاد پرانی کی جگہ لے کر ترقی کی رفتار کو پہنچ لگادیتی ہے۔ مثلاً 1750ء سے قبل کسان صدیوں تک ہاتھوں یا چھوٹے اوزاروں سے ہی کام کرتے تھے۔ تب علوم کی اشاعت اور ایک دوسرے تک رسائی بہت مشکل تھی، اس لئے ترقی کی رفتار بھی ست رہی، نتیجہ زیادہ تر دنیا عرصہ تک غربت میں رہی۔ تاہم جب صنعتی انقلاب آیا اور ماشینوں نے ہاتھ سے کام کرنے والوں کی جگہ لے لی، بل چنانے والے بیل کی ضرورت نہ رہی، کھڈیوں پر کپڑا بننے والے سینٹرلز کار مگروں کا کام ایک مشین نے سنبھال لیا تو بظاہر ان ایجادات پر سمجھتی رہی کہ ان کا روزگار جاتا رہا، ان کے عام عوام یہ سمجھتی رہی کہ ان کا بھرپور انتہا رہا، ان کے ہنر ناپید ہو گئے، تاہم ماہرین کو یقین ہو گیا کہ سائنس اور انجینئرنگ سے درپیش مسائل، جو ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں، حل ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ہر ناپید ہونے والے علم، ہنر، صنعت سے جو خلا پیدا ہوتا ہے، اسے اس سے کہیں بہتر علم، ہنر، صنعت وغیرہ پُر کر لیتے ہیں۔ اس طرح نئی دریافتیں اور ایجادات پر نئے سوالات جنم لیتے ہیں، جنہیں حل کرنے کی جستجو میں مسلسل محنت کرنا پڑتی ہے جو ترقی کا باعث بنتی ہے۔ یہ محنت مسلسل نئے



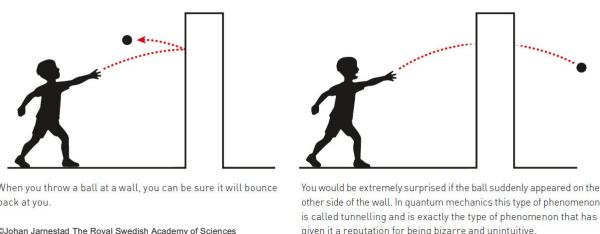
©Johan Jarnestad/The Royal Swedish Academy of Sciences

علوم، نئی دریافتیں، نئی ایجادات کے دروازے کھولتی ہے، جس سے نئے سوالات جنم لیتے ہیں اور پھر یہ نہ ٹوٹنے والا سلسلہ بن جاتا ہے جو ترقیات پر منجھ ہوتا ہے۔ ان معیشت دانوں کی تحقیق کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہی ہے کہ Innovation یعنی جدت ماضی کی ایجادات کی جگہ لینی رہتی ہے، تاہم کسی کی جدت کو یہی نصیب نہیں۔ مثلاً سمارٹ فونز نے کئی کیسرہ بنانے والی کمپنیوں کا خاتمه کر دالا، یو ٹیوب جیسی سٹرینگ ویڈیو یو ٹیوبز نے DVDs، CDs، کا اور CDs، DVDs نے آڈیو، ویڈیو کیسٹس کا خاتمه

اکنامکس کانوبل انعام

کیا آپ نے غور کیا ہے کہ تاریخ انسانیت میں گزشتہ دوسو سالوں ہی میں کیوں دنیا نے حریت انگیز ترقی کرنا شروع کی؟ آبادی کا اکثر حصہ جو صدیوں سے انتہائی غربت میں زندگی بسر کر رہا تھا، مسلسل خوشحالی، امیری، بہتر سے بہتر معیار زندگی اور پائیدار اقتصادی ترقی دیکھ رہا ہے؟ سال روائیں میں معیشت کانوبل انعام حاصل کرنے والے تین معیشت دانوں کے لئے بھی یہی سوال معہ بنا ہوا تھا۔ وہ اس جن جھوٹیں تھے کہ جبکہ انسانی تاریخ کے زیادہ تر حصہ میں ترقی کی رفتار بہت سر رہی ہے، تو اب وہ کون سے عوامل

میں ہیں جس پر کو انٹم میکینیکس کے قوانین لا گو ہوں، تو وہ کار بیوٹرل گھیری میں بغیر تو نامی خرچ کے بلندی پر چڑھ جائے گی۔ ایک اور مثال سے یوں سمجھئے کہ آپ ٹینس بال کو دیوار سے ٹکرائیں، اور بال واپس آنے کی بجائے دیوار کی روک عبور کرتے ہوئے دیوار ہی سے گزر جائے۔ یہ اصول Quantum Tunneling کہلاتا ہے۔ آغاز میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس کا اور کو انٹم میکینیکس کے دیگر اصولوں کا اطلاق صرف مادہ کے چھوٹے سے چھوٹے ذرات یعنی ایٹمz وغیرہ ہی پر ہوتا ہے۔ تاہم کچھ سائنسدان اس بات



When you throw a ball at a wall, you can be sure it will bounce back at you.
©Johan Jarnestad The Royal Swedish Academy of Sciences

کے بھی قائل تھے کہ یہ اصول بڑے دکھائی دینے والے سسٹمز پر بھی اطلاق پاتے ہیں، مگر اسے ثابت نہ کر سکے۔ سال روائیں میں فرنس کانوبل انعام حاصل کرنے والے سائنسدانوں نے اپنے تجربات سے اس نظریہ کو ثابت کر دیا کہ ان اصولوں کا اطلاق بڑے، دکھائی دینے والے سسٹمز، آلات پر بھی ہوتا ہے۔ یہ بہت بڑا کارنامہ تھا جس نے نہ صرف دو ریاضتیں دستیاب نیکناوجی کی بنیادیں رکھیں، بلکہ مستقبل میں بھی نوع انسان ایک ایجادات سے مستفید ہو گی جن کا تصور کرنا بھی محال ہے۔

تصور کریں کہ آپ صبح اٹھ کر دانت صاف کر رہے ہوں اور آپ کے سامنے لگے آئینہ میں موجود کمپیوٹر ایزڈ چیزیں آپ کی سائنس کے ذریعہ آپ کا DNA حاصل کر کے اسے پر کھنا شروع کر دیں۔ آپ کے جسم والوں میں ہائیڈ کے Joel Mokyr، فرانس کے

Peter Aghion، اور کینیڈا کے Philippe Aghion، اور کینیڈا کے Peter Howitt شامل ہیں۔ جن عوامل کا ان معیشت دانوں نے سراغ لگایا، ان میں سے ایک امر تخلیقی تباہی ہے کہ جب نئی مصنوعات، طریقہ کار، کاروبار وغیرہ جس سے اس کے علاج میں بہت سہولت ہو جائے گی۔

اختتمیہ

قارئین کرام اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ ہے کہ آپ کی جماعت کو علم و معرفت میں کمال حاصل کرنے والے عطا کرتا ہے گا۔ یہ بات تو طے ہے کہ مستقبل میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی طرح، جو نوبل انعام حاصل کرنے والے پہلے مسلمان سائنس دان ہیں، بہت سے احمدی نوبل انعام حاصل کریں گے، انشا اللہ ضرورت اس امر کی ہے کہ والدین کو اپنی اولاد کی تعلیم اور تربیت پر نہ صرف خود بھر پور توجہ دینی ہوگی، بلکہ ہر قوم پر رہنمائی کے لئے شمع خلافت کی طرف دیکھنا ہو گا، خلیفہ وقت کی دعاؤں اور ہدایات کے تحت فیصلے کرنے ہوں گے، تب عبدالسلام پیدا ہوں گے۔ درج ذیل واقعہ جو عبد العزیز خان صاحب کی کتاب شان شہیدان سے لیا گیا ہے، یہاں درج کر کے اپنا مدعایہ ان کرنا چاہوں گا۔ کتاب کے صفحہ 76 پر مصنف لکھتے ہیں کہ ”محتمم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے بتاریخ 30 مارچ 1961ء بروز جمعہ مسجد سول کوارٹر ز پشاور میں احباب جماعت سے خطاب کیا اور نوجوانوں کو سائنس کے میدان میں آگے بڑھنے کی ترغیب دلائی۔“ دوران تقریر آپ نے اس بات کا بھی ذکر فرمایا کہ آپ کو جو مقام حاصل ہوا ہے اس میں حضرت مصلح موعودؑ کی دعاؤں، توجہ اور رہنمائی کا بہت دخل ہے۔ آپ نے فرمایا جب میں میٹرک میں نمایاں طور پر کامیاب ہوا تو ریلوے کی سروس کے لئے اسٹریو یو یا جس میں کامیاب ہو گیا۔ چنانچہ میرے والد صاحب نے اس کی اطلاع حضورؑ کو دی اور یہ بھی لکھا کہ آئندہ اس پوسٹ میں ترقی کی کافی گنجائش ہے مگر حضورؑ نے اس خط کے جواب میں تحریر فرمایا کہ میں اس کم ہمتی سمجھوں گا۔ اس وجہ سے میں نے مزید علم حاصل کرنے کا تھیہ کر لیا۔“

قارئین کرام اگرچہ دری محمد مسیح، والد گرامی مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ سے اپنے بیٹے کے لئے مشورہ نہ کیا ہو تو شاید ڈاکٹر صاحب کسی ریلوے یا سرکاری ادارہ میں بہت بڑے عہدے تک تو پہنچ جاتے گردنیا اس ناگہ روزگار، عظیم سائنس دان سے محروم رہ جاتی۔

سیاسی پارٹی کے صدارتی امیدوار کی معاونت کی۔ عام عوام نے ان کا خوب ساتھ دیا اور ایکشنز میں دھاندی کو روکنے کے لئے پائیگ اسٹیشنز پر کھڑے رہے۔ چنانچہ اپوزیشن اتحاد واضح اکثریت سے جیت گیا، تاہم مقتدر حلقوں نے تباہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اقتدار سے چھڑ رہے۔ وینیز ویلائیں جمہوریت کی بحالی کے لئے ان کی انہی پر امن، چیم کوششوں، غیر عجمی جو جہاد اور انتہک محنت کے اعتراف میں انہیں اس سال کا امن کا نوبل انعام دیا گیا ہے۔

ادب کا نوبل انعام، چوکیدار کے نام

لڑپچر یعنی ادب کا نوبل انعام ہنگری کے ناول نگار László Krasznahorkai کو دیا گیا۔ ان کے ناول انسانی بے چینی، گھبراہٹ، معاشرتی ٹوٹ پھوٹ اور دنیا کے مسائل جیسے موضوعات پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان کا انداز تحریر بھی دوسروں سے جدا ہے۔ ان کی تحریروں میں لکھے گئے جملے غیر عجمی لبے ہوتے ہیں۔ مصنف Budapest سے 120 میل دور واقع چھوٹے سے قصہ Gyula میں پیدا ہوئے۔ ان کے آباء و اجداد یہودی تھے تاہم اس حقیقت کو ان کے دادا نے صیغہ راز خوشحال بلکہ لاطینی امریکہ کے امیر ترین ممالک میں سے ایسا نہ تھا بلکہ آغاز میں یہاں جمہوری نظام تھا اور یہ ایک بڑھتی گئی۔ گزشتہ سالوں میں یہاں کی متعدد حکومت اپنے ہی شہریوں، جو پہلے ہی سے غربت میں پس رہے ہیں، کے خلاف قوت کا استعمال کر رہی ہے، جس کے باعث تقریباً 80 لاکھ شہری ملک سے بھرت کر جانے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ مس ماریا کورینہ ملک میں جمہوری تحریک کی سربراہ بیٹی اور حزب اختلاف کی سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتی ہیں۔ انہوں نے ملک بھر کی جمہوری پارٹیوں کو جو پہلے ایک دوسرے کے خلاف تھیں، یہاں کے ڈکٹیٹریٹ کے خلاف کو ششیں شروع کیں۔ اس پر انہیں جان سے مارے جانے کی دھمکیاں بھی ملتی ہیں، کچھ عرصہ روپیش ہو کر بھی کام کرنا پڑا۔ سال 2024ء کے ایکشنز میں مس ماریا کورینہ اپوزیشن اتحاد کی طرف سے صدارتی امیدوار تھیں، تاہم ان پر حکومت کی جانب سے پابندی عائد کر دی گئی۔ انہوں نے دوسری

کر ڈالا۔ گیس اور پٹرول پر چلنے والی گاڑیوں کی جگہ بھلی پر چلنے والی گاڑیاں لے رہی ہیں۔ آنے والے کل میں انہی ایکٹر کا گاڑیوں کو کوئی اور ایجاد تبدیل کر دے گی۔ آپسی مقابلہ اور ایک دوسرے سے بڑھنے کی خواہش ایک صحت مند فضاضا پیدا کرتی ہے جو ترقی کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح گورنمنٹ کی پالیسیز، حکمت عملی بھی اس افزاں میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مثلاً ترقی یافتہ ممالک کی حکومتوں نے فضائی آلوگی کو کم کرنے کے لیے جو قوانین بنائے، ان کی وجہ سے دنیا تیزی سے توانائی کے مقابلہ ذرائع تلاش کر رہی ہے اور انہیں استعمال کر رہی ہے۔

امن کا نوبل انعام

سال 2025ء کا امن کا نوبل انعام وینیز ویلائی کی خاتون سیاستدان Maria Corina Machado کے حصہ میں آیا۔ لاطینی امریکہ کا یہ ملک گوتیل کی دولت سے مالا مال ہے، تاہم کرپشن، اقرپا پوری اور ڈکٹیٹریٹ کے باعث مالی و معاشری مصائب سے دوچار ہے۔ وینیز ویلائی میشہ سے ایسا نہ تھا بلکہ آغاز میں یہاں جمہوری نظام تھا اور یہ ایک خوشحال بلکہ لاطینی امریکہ کے امیر ترین ممالک میں سے ایک تھا۔ تاہم جب جمہوری نظام کی صفت پیٹ دی گئی تو آنے والے ڈکٹیٹریٹ کے دور میں رفتہ رفتہ معاشری بدحالی بڑھتی گئی۔ گزشتہ سالوں میں یہاں کی متعدد حکومت اپنے ہی شہریوں، جو پہلے ہی سے غربت میں پس رہے ہیں، کے خلاف قوت کا استعمال کر رہی ہے، جس کے باعث تقریباً 80 لاکھ شہری ملک سے بھرت کر جانے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ مس ماریا کورینہ ملک میں جمہوری تحریک کی سربراہ بیٹی اور حزب اختلاف کی سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتی ہیں۔ انہوں نے ملک بھر کی جمہوری پارٹیوں کو جو پہلے ایک دوسرے کے خلاف تھیں، یہاں کے ڈکٹیٹریٹ کے خلاف کو ششیں شروع کیں۔ اس پر انہیں جان سے مارے جانے کی دھمکیاں بھی ملتی ہیں، کچھ عرصہ روپیش ہو کر بھی کام کرنا پڑا۔ سال 2024ء کے ایکشنز میں مس ماریا کورینہ اپوزیشن اتحاد کی طرف سے صدارتی امیدوار تھیں، تاہم ان پر حکومت کی جانب سے پابندی عائد کر دی گئی۔ انہوں نے دوسری



رپورتاژ: اویس احمد نوید

ایک عالمی ادبی جشن فرانکرفٹ کتاب میلہ 2025ء

لئے مخصوص تھے۔ عوام کے لیے میلہ جمعہ کے روز سے
کھولا گیا۔ چنانچہ صرف ان تین دنوں میں 120.000
لوگ میلہ دیکھنے آئے جبکہ پیشہ و رانہ زائرین کی تعداد
118.000 رہی۔ سب سے زیادہ زائرین ہفتے کے روز
آئے جب یہاں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔
زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میلہ میں بھی روحانی بدلتے نظر
آئے چنانچہ Comics اور
Manga Zones
Podcast Studio, Meet the Author
جیسی تقریبات اور بچوں کی دلچسپی کے لیے "کلڈ فیسٹیوں"
کا اہتمام کیا گیا تھا۔ یوں ہر عمر، ذوق اور زبان کے لوگوں
کے لیے دلچسپی کا سامان موجود تھا۔ گویا فرانکرفٹ کا یہ
کتاب میلہ صرف ایک ادبی جشن نہیں بلکہ پیشہ و رانہ ترقی
کا ایک زندہ پلیٹ فارم بھی بن چکا ہے۔ اس سال کا ایک
نمایاں موضوع AI یعنی مصنوعی ذہانت بھی تھا۔ اس سلسلہ
میں "انسان اور میشین" کے عنوان سے متعدد پروگراموں
میں AI کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو ہوئی۔ ماہرین نے
AI کے ساتھ کام کرنے کے تجربات بیان کیے۔ کتابی مواد

دنیا کے اس سب سے بڑے ادبی اجتماع کے موقع پر
نامشین، مصنفوں، مترجمین، مصور، صحافی، لائبریریں،
اور میڈیا کے ماہرین ایک ہی چھت تلے جمع ہوئے گویا
ایک طرف کتابوں کی تجارت کا میں الاقوامی مرکز بنا تو
ہے اور زمانہ میں بہترین ہم نشین کتاب ہے۔ اس شعر میں
در اصل شاعر نے علم و دستی اور کتاب سے محبت کا پیغام
دیا ہے جس کا علیٰ مظاہرہ اہل جرمی کی طرف سے ہر سال
ہوتا ہے جب اکتوبر کے مہینے میں دنیا کا سب سے بڑا
اور قدیمی کتاب میلہ فرانکرفٹ کی وسیع و عریض نمائش گاہ
(Messe Frankfurt) میں سجتا ہے۔ یہ کتاب میلہ
مشرقی جرمی کے شہر Leipzig میں پندرھویں صدی
عیسوی سے منعقد ہوتا چلا آ رہا تھا۔ جنگ عظیم دوم کے خاتمے
پر جب جرمی کا شہر سرحد کے اُس پار چلا گیا تو 1949ء
سے یہ میلہ فرانکرفٹ میں باقاعدگی سے لگنے لگا۔ اس طرح
سے 77 وال کتاب میلہ اسال 15 تا 19 اکتوبر منعقد
ہوا جس کی وسعت، تنوع اور تہذیبی گہرائی دیکھنے سے تعلق
رکھتی تھی۔

کو فلموں، سیریز اور ویڈیو گیمز میں ڈھالنے کے متعلق بھی گفتگو ہوئی۔

کتاب میلہ میں مختلف ممالک کے نمائندگان بھی موجود تھے۔ بین الاقوامی ہال میں پاکستان کے ایک اشاعتی ادارہ کے شال کی موجودگی خاص دلچسپی کا باعث بنی جس پر اردو زبان میں بہت سی کتب موجود تھیں۔ ترک و عرب ممالک کے بھی بڑے بڑے شال موجود تھے جہاں نہ صرف کتب دستیاب تھیں بلکہ عربوں کی روایتی مہمان نوازی کا مظاہر بھی ہوا تھا۔ ان شالز پر قرآن کریم کے انہائی عمدہ طباعت والے نسخے، قرآنی آیات کی خطاطی کے نمونے، عربی زبان کی تاریخی کتب اور عرب ممالک کی تہذیب و ثقافت پر مشتمل کتب بھی موجود تھیں۔ ایک دلچسپ شال پر Family Search کا بورڈ آؤریزاں تھا۔ یہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے جو پرانے ریکارڈ کو سکین کر کے خاندانوں کی تاریخ جمع کرتا ہے اور ہر ایسے شخص کے لیے کار آمد بناتا ہے جو اپنے آباء و اجداد کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کتاب میلہ میں زائرین کی توجہ جذب کرنے کی خاطر کتب کے متعلق مختصر اقوال بھی جگہ جگہ لگائے گئے تھے۔ باہم روابط کے لیے ڈیجیٹل پلیٹ فارم "Frankfurt Connect" موجود تھا جس کے ذریعہ شرکاء پہلے ہی سے رابطہ قائم کر سکتے تھے اور ملاقاتوں کا وقت طے کر سکتے تھے۔ میلے کا ایک



کتاب میلہ پر جماعت احمدیہ کے شال کا منظر

جنمیں مختلف قسم کے طباعتی ادارے، ناشرین اور کتب فروخت کرنے والے ادارے شامل تھے۔ کتاب میلہ کے دوران مکرم صداقت احمد صاحب مرbi سلسلہ وسیکرٹری اشاعت کی زیر نگرانی درج ذیل احباب نے مختلف اوقات میں ڈیوٹی دینے کی توفیق پائی۔ مکرم نبیل احمد شاد صاحب، مکرم نبیل احمد باسط صاحب، مکرم سفیر الرحمن ناصر صاحب (مربیان سلسلہ)، مکرم ظفر اقبال صاحب (کارکن شعبہ اشاعت)، مکرم دانش محمد صاحب۔ یوکے سے مکرم مظفر احمد صاحب انچارج رقیم پریس اور مکرم زرتشت اطیف صاحب (مربی سلسلہ) بھی دون کتاب میلہ پر موجود رہے۔ آخری دو روز لوگوں کو اپنانام عربی رسم الخط میں لکھوانے کی سہولت مہیا کی گئی جس میں لوگوں نے بہت دلچسپی لی۔ اس مقصد کے لئے مکرم حافظ لقمان احمد صاحب مرbi سلسلہ نے خدمت کی توفیق پائی۔



مکرم حافظ لقمان احمد صاحب خطاطی کرتے ہوئے

گوشہ ہمیشہ پیشہ و رانہ تربیت کے لیے مخصوص ہوتا ہے جہاں میڈیا کمپنیز فرانکنفرٹ جیسے ادارے اپنے کورسز اور ورکشاپس پیش کرتے ہیں جس میں کسی بھی علم کے طالب سے لے کر ماہر تک پچھنہ کچھ اخذ کر سکتا ہے۔

جماعت احمدیہ کا شال

جماعت احمدیہ جرمنی ہر سال اپنے اشاعتی ادارہ Verlag der Islam کے نام سے شال لگاتی ہے۔ امسال 8 مارچ میٹر جگہ حاصل کی گئی۔ شال پر قرآن کریم، سیرت النبی ﷺ، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء سلسلہ کی تصانیف کے جرمن ترجمہ رکھے گئے تھے۔ اسی طرح بچوں کے لیے بھی کتب جرمن زبان میں دستیاب تھیں۔ مختلف موضوعات پر فلاہر زیز قلم اور نوٹ پیڈ جن پر جماعت کا ماؤ اور ویب سائٹ درج تھے مہماں کو تھفہ دیے گئے۔

قرآن کریم کا جرمن ترجمہ اور آنحضرت ﷺ کی مبارک سیرت پر مشتمل کتاب نیز اسلامی اصول کی فلاسفی بہت سے مہماں نے حاصل کیں۔

ایک محتاط اندازہ کے مطابق ایسے مہماں جنہوں نے جماعت کے سٹینڈ سے مفت فلاہر لئے اور جماعتی بیزیز اور پوستر پر تحریر شدہ احادیث اور اقتباسات سے استفادہ کیا، کی کل تعداد 2000 تھی۔ نیز ایسے مہماں جن تفصیلی گفتگو ہوئی 50 سے زائد تھے۔ اس کے علاوہ مختلف ماہرین کے ساتھ 40 سے زائد میٹنگز کی گئیں



مکرم نبیل احمد شاد صاحب ایک زائر سے گفتگو کرتے ہوئے



ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

دعوت دینے کے لئے جرمی کے بعض ریڈیو اور ٹی وی اور چینلز نے بھی اس پروگرام کی تشویش کی نیز جرمی بھر سے مختلف مقامی اور نیشنل سٹیک کے اخبارات نے پروگرام سے پہلے بھی اور بعد میں بھی خبریں شائع کیں۔ سو شو میڈیا پر خصوصی ہم چلانی گئی بعض مساجد میں مذاکروں اور لیکچرز کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جو اللہ کے فضل سے بہت کامیاب رہا اور میڈیا نے ثابت خریں اور تجزیے پیش کئے۔ چنانچہ جرمی بھر کے 90 اخبارات، 4 ٹی وی چینلز اور 10 ریڈیو چینلز پر خبریں نشر ہوئیں جن سے لاکھوں افراد تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا۔ اس روز 40 ممبر ان نیشنل و صوبائی اسٹبلی، وزراء، میسیز اور لارڈ میسیز اور 94 دیگر اہم سیاسی و سماجی شخصیات بھی ہماری مساجد و نماز منذر ز میں تشریف لائیں اور جماعت کا تعارف حاصل کیا۔ (مرتبہ: مکرم صفوان احمد ملک صاحب)

(مرتبہ: مکرم صفوان احمد ملک صاحب)

3 اکتوبر جرمی کے لئے غیر معمولی اہمیت کا حامل دن ہے۔ کیونکہ اس دن دیوار برلن گرانے اور مغربی اور مشرقی جرمی کے دوبارہ ایک ہو جانے کا عظیم واقعہ ہوا تھا جسے عالمی سطح پر خاص توجہ ملی تھی۔ چنانچہ یہ دن ہر سال بڑے اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ بھی جذبہ حب الوطنی کے تحت اس دن اپنی مساجد میں ہالیان جرمی کو مددوکرتی ہے اور 1997ء سے Tag der Offnen Moschee غیر معمولی اہتمام کرتی ہے، احمد اللہ۔

اممال ماہ اگست میں نیشنل شعبہ تبلیغ کی طرف سے اس پروگرام کے ڈیجیٹل دعوتنامے اور ہدایات بھجوادی گئی تھیں۔ چنانچہ امسال جرمی کی 61 مساجد اور 31 نماز سانترز میں یہ پروگرام منعقد ہوئے۔ چہاں وقار علی

کے ذریعہ صفائی اور ترمیم و آرائش کی گئی، مہماںوں کی دلچسپی کے لئے مختلف انتظامات کیے گئے۔ بجنہ کی طرف سے بیچیوں کے لئے کیلیگر افی اور ڈرائیور کرنے کی چیزوں کا انتظام کیا گیا۔ جماعت احمدیہ کا تعارف کروانے کے لئے خوبصورت انداز میں اسلام نمائش اور بک سالاڑ لگائے گئے۔ نیز مہماںوں کے لئے ضیافت کا بھی اہتمام کیا گیا۔ صح دس بجے تا شام چھ بجے مہماںوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا۔ امسال تقریباً 4500 مہماںوں کو اسلام احمدیت کا تعارف کروایا گیا جس کے لئے مقامی مریان سلسلہ کے علاوہ فارغ التحصیل مریان کرام اور جامعہ احمدیہ جرمی کے طلیاء نیز ایسے نوجوان جنہیں دینی علم کے ساتھ ساتھ جرمی زبان پر بھی عبور حاصل ہے ڈیوٹی پر موجود رہے۔ پروگرام کے انعقاد اور ہر خاص و عام کو

مسجد نور فرانکفرٹ میں ہونے والے Tag der Offnen Tür کے پروگرام میں ملکیہ فرانکفرٹ کے سربراہ اعلیٰ (Oberbürgermeister) موقر پر موجود احباب جماعت کے درمیان (3 اکتوبر 2025ء) ملاقاتیں ہوں گے۔

مسجد سچان مورفیلڈن میں مجموعی طور پر 70 مہماں تشریف لائے جن میں CDU سے تعلق رکھنے والے نو تھے میر مسٹر Karsten Groß۔ گرین پارٹی سے تعلق رکھنے والے زائد وقت بیہاں گزارا۔ گرین پارٹی سے تعلق رکھنے والے سابق میر Thomas Winkler مع اہلیہ و دیگر کارکنان بھی شامل ہوئے۔ مکرم نیشنل ایمیر صاحب جرمی نے اپنے دس سائیکل سوار ساتھیوں کے ہمراہ 50 کلومیٹر سفر کر کے اس تقریب میں شرکت کی۔ پروگرام کے آخر پرسوں و جواب کا سیشن بھی منعقد ہوا جسے بہت پسند کیا گیا۔ معزز مہماںوں نے عمومی طور پر مسجد کے ماحول کو پسند کیا۔ اس دن کی مناسبت سے مسجد کو جرمی جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ مسجد کے مرکزی ہال میں بڑے پوسٹر ز پر مشتمل ایک نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا۔ کتب کا اسٹائل اور بچوں کے لئے پینٹنگ کا انتظام بھی تھا۔ عربی خطاطی کے ماہر کرم منصور دانش صاحب نے مہماںوں کے نام خوبصورت انداز میں لکھ کر انہیں تھنہ کے طور پر پیش کئے۔

فرانکفرٹ

مسجد نور فرانکفرٹ میں جمعہ کے روز پروگرام نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ صبح دس بجے سے ہتی مہماںوں کی آمد شروع ہو گئی تھی اور نماز جمعۃ تقریباً 40 مہماں موجود تھے جن میں سے تقریباً اصف نے خطبہ جمعہ توجہ سے سن۔ دن بھر مختلف پروگرامز جاری رہے جن میں مجموعی طور پر 100 سے زائد مہماں شریک ہوئے۔ "Frag einen Imam" نے بہت دلچسپی لی۔ عربی خطاطی کے اسٹائل، قرآن کریم کے تعارفی اسٹائل، "اسلام اور سائنس" کے موضوع پر پڑھا اسکرین سیکشن اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات پر بنی معلوماتی مواد نے بھی مہماںوں کو خاص طور پر متوجہ کیا۔ میر فرانکفرٹ Mike Josef نے تقریب میں خصوصی شرکت کی اور جماعت احمدیہ کو امن، ہم آہنگی اور خدمت خلق میں نمایاں کردار پر خراج تحسین پیش کیا۔

کولون

3 اکتوبر کو بیت انصر کولون میں مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے 40 مہماں تشریف لائے جنہیں خدام اور انصار خوش آمدید کہتے اور اسلام احمدیت سے متعلق آگاہی دیتے رہے۔ ریفیٹیشن، کھانے اور گفتگو

Frankfurter Rundschau 04.10.2025

Gegen den Hass und für die Liebe

Muslimische Ahmadiyya-Gemeinde in Frankfurt gibt Einblicke in ihre Moschee und Überzeugungen

VON STEVEN MICKSCH

Eine richtige Menschenrechte hat sich gebildet. Viele der Leute haben das Handy geziert und machen Fotos oder gleich ein Video. Mehrere Fotosfotografen machen Bilder. Ihre Kameraeinstellungen blieben auf Stühle, um den besten Winkel zu bekommen. Was klingt, als ob ein Popstar mal wieder in Frankfurt hält, ist lediglich der Besuch des Frankfurter Oberbürgermeisters Mike Josef (SPD) in der Nuur-Moschee im Stadtteil Sachsenhausen.

Das soll nicht als Schmälerung verstanden werden, denn die Gemeinde sieht es als "wichtiges und gutes Symbol" an, dass der OB am Tag der

Deutschen Einheit das Gotteshaus besucht. Es sei nicht selbstverständlich. Doch es passt, denn jener Tag ist eben auch der Tag der offenen Moschee, der wiederholt wird. Mal in der Frankfurter Moschee, dann in der Ahmadiyya-Gemeinde, aber auch in vielen anderen Orten, begangen wird.

Für Mike Josef ist es seinerseits ein Vergnügen, an diesem Tag in die Moschee eingetragen zu werden. Er sieht das Haus als eine Einladung zur Begegnung und zum Kennenlernen. Ein direktes Gespräch und die Begegnung sind so wichtig für ein friedliches Zusammenleben", sagt das Stadtoboberhaupt. Und er zieht den Bogen zum Tag der Deutschen

Einheit und den Geschichtsfeinden 1989. Als Mauern aus Beton, aber auch Mauern in den Köpfen eingerissen wurden. Dies gebe es auch heute mitunter noch den Musliminnen und Muslimen gegenüber.

Um mit einer Einladung zur Begegnung könne man diese Mauern überwinden. Josef betont: „Sie sind festest Bestandteil unserer Stadt.“ Um zu verstehen, brauche es Dialog und Debatte. Dabei müssen Menschen unterschiedliche Meinungen kommen, aber es lohne sich eben ein Blick über den Tellerrand. Dieser sei wesentlich, damit eine Gemeinschaftsfunktioniere.

Auch der Vorsitzende der Ahmadiyya-Gemeinde Frankfurt begrüßte: „Wir sind da für die Stadt und die Menschen.“ Und das nicht nur am 3. Oktober. Die Moschee steht an allen Tagen allen Menschen offen. Sie sei in Ort der Begegnung, des Friedens und der Liebe. Das Gemeinschaftshaus und der Ort, an dem die Gläubigen zusammenkommen, ist der Ort der Ahmadiyya-Moschee und der Ort, an dem die Gläubigen jeden Tagmäglich beten. Die Moschee hätte schon oft hohen Besuch, beispielsweise Boxlegende Muhammad Ali und die bishären fünf Kalifen. Ein großes Ahmadiyya-Moschee und der Ahmadiyya-Lamaat.

Für Freitag waren ausnahmsweise Stühle im Gebetsraum aufgestellt, damit die Anwesenden Platz nehmen könnten. Ringsherum waren verschiedene Banner ausgestellt, die zum einen die Geschichte

des Propheten Mohammed, des Islams und der Ahmadiyya Muslim Jamaat darstellten. So gründete Mirza Ghulam Ahmad im Jahr 1891 die Ahmadiyya-Bewegung.

Um die Zeit der Religionskriege für besondert, rief zur Loyalität gegenüber den Staatsoberhäuptern auf und gab die Lösung „Liebe für alle, Hass für keinen“ aus, die heute noch prägend für die Ahmadiyya-Bewegung ist. Die Gemeinde in einem separaten Gebetsraum, nehmen aber eine wichtige Rolle ein und bilden eigene Gemeindestrukturen. In Frankfurt organisieren die Gemeinde Wohltätigkeitsaktionen, etwa den Neujahrsputz, Obdachlosenspeisungen und einen Charity-Lauf.

کاسل

مسجد محمود کاسل میں 152 سے زائد افراد تشریف لائے۔ اس موقع پر مختلف نمائشوں کا اہتمام بھی تھا جن کا تعلق تاریخ اسلام، احمدیت اور امن سے تھا۔ غزہ سے متعلق بڑے بڑے پوسٹر زیارت کرنے والے جن سے غزہ کے دردناک حالات کی منظر کشی ہو رہی تھی۔ مہماںوں کو عینک کے ذریعہ خانہ کعبہ کی درچوں زیارت کرنے VR عینک کے ذریعہ خانہ کعبہ کی درچوں زیارت کرنے کا موقع بھی فراہم کیا گیا۔ بچوں کے لئے خصوصی کھلیوں کا انتظام کیا گیا۔ ذرائع بارگاں کے نمائندوں نے مکرم فرحان منظور صاحب مربی سلسلہ اور سیکرٹری امور خارجہ کے انترویو کئے۔ اس پروگرام کی خبر اسی شام نیوز چینلز پر نشر کی گئی جس میں HR ٹوی بھی شامل ہے۔

مسجد محمود کاسل میں 152 سے زائد افراد تشریف لائے۔ اس موقع پر مختلف نمائشوں کا اہتمام بھی تھا جن کا تعلق تاریخ اسلام، احمدیت اور امن سے تھا۔ غزہ سے متعلق بڑے بڑے پوسٹر زیارت کرنے والے جن سے غزہ کے دردناک حالات کی منظر کشی ہو رہی تھی۔ مہماںوں کو عینک کے ذریعہ خانہ کعبہ کی درچوں زیارت کرنے کا موقع بھی فراہم کیا گیا۔ بچوں کے لئے خصوصی کھلیوں کا انتظام کیا گیا۔ ذرائع بارگاں کے نمائندوں نے مکرم فرحان منظور صاحب مربی سلسلہ اور سیکرٹری امور خارجہ کے انترویو کئے۔ اس پروگرام کی خبر اسی شام نیوز چینلز پر نشر کی گئی جس میں HR ٹوی بھی شامل ہے۔



Oberbürgermeister Mike Josef (mit Brille) lässt sich in der Nuur-Moschee in Frankfurt mehr zur Geschichte des Hauses erklären. MICHAEL SCHICK

Becholter Borkener Volksblatt

Startseite > Isselburg > Tag der offenen Moschee in Isselburg/Ahmadiyya-Gemeinde will Berührungsängste mindern

Tag der offenen Moschee in Isselburg
Ahmadiyya-Gemeinde will Berührungsängste mindern

Hans Georg Knapp

04.10.2025 14:00 Uhr

Am Tag der deutschen Einheit hat die Ahmadiyya-Gemeinde zum „Tag der offenen Moschee“ eingeladen. Damit möchte sie Berührungsängste abbauen helfen.

Bocholter Borkener Volksblatt
04.10.2025

نے نماز میں شرکت کی جبکہ مہماں کی بڑی تعداد بہر کھلے میدان میں ملاقاتوں وغیرہ میں مصروف رہی۔ نماز جمع کے بعد شام ساڑھے چار بجے تک 50 سے زائد مزید مہماں مسجد میں تشریف لائے۔ ان میں گروں گیر اور کے میسر بھی شام تھے۔ بین المذاہب اور براہ راست گفتگو و مذاکرات میں مہماں نے بھر پور دلچسپی لی۔ اسلام اور احمدیت بارے لٹریچر بھی مہماں کی توجہ کا مرکز رہا۔ اس دن کا ایک قابل ذکر پروگرام چیریٹی واک بھی تھا۔ اسی طرح

ایک بین الشعافی مباحثہ بھی منعقد ہوا۔ انٹرگرام کے ذریعہ اس پروگرام کی تشریف تیس ہزار افراد تک ہوئی۔

ہناکہ

مسجد بیت الواحد ہناکہ میں تیاری کی غرض سے 27 ستمبر کو خصوصی و قاریں کیا گیا جس میں 40 احباب نے شرکت کی۔ 3 اکتوبر کو مہماں کی آمد کا سلسلہ دن بھر جاری رہا۔ 50 سے زائد مہماں میں اساتذہ، سیاسی جماعتوں کے نمائندگان، مختلف ممالک کے افراد شامل تھے۔ نماز جمعہ کے وقت بھی مہماں مسجد میں

ماہیکل صاحب نے کہا کہ ”اسلام اور سائنس کے سیشن نے میرے تمام سوالات کے جوابات دے دیے ہیں۔ میں روحانی طور پر مطمئن اور آپ کا شکر گزار ہوں“۔

فرانکن تھال

مسجد نور فرانکن تھال میں 40 مہماں تشریف لائے جن میں ممبر صوبائی اسٹبلی Christian Baldauf، شہر کے میسر اور ایک اخباری نمائندہ شامل تھے۔ مہماںوں نے اس دوران اسلام سے متعلق تعارفی نماش کو دیکھا، مختلف موضوعات پر سوالات کئے۔ چونکہ اس روز جمع کا مبارک دن تھا لہذا یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مہماںوں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسنون (علیہما السلام) کا خطبہ جمعہ بھی جرمن ترجمہ کے ساتھ سنا جس سے مہماںوں کو اسلام احمدیت کو سمجھنے میں مزید راہنمائی ملی۔

گروں گیر اڑا

مسجد بیت الشکور، ناصر باغ (گروں گیر اڑا) میں دوپہر تک 25 مہماں کی آمد ہوئی۔ نماز جمعہ کے وقت مہماںوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور بڑی تعداد نماز جمعہ کی کی ادائیگی کا منظر دیکھا۔ خطبہ جمعہ کے دوران 8 مہماں

DIE RHEINPFALZ

Tag der offenen Moschee in Frankenthal: Miteinander über Glauben reden

Birgit Karg

06. Oktober 2025 | 11:50 Uhr | Lesezeit: 3 Minuten

„Glaube als Kompass der Menschlichkeit“ war das Motto des bundesweiten Tag der offenen Moschee am 5. Oktober. Zwei von vier Frankenthaler Moscheen öffneten ihre Türen.

Die Rheinpfalz 06.10.2025

ڈار مشہد

مسجد نور الدین میں 110 مہماں نے دن کے مختلف اوقات میں مسجد کا دورہ کیا جن میں سیاسی نمائندگان، مذہبی شخصیات کے علاوہ مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے احباب بھی شامل تھے۔ دن بھر کے قابل ذکر امور میں مکرم احیاء الدین صاحب مریب سلسلہ کی پادری صاحب سے ملاقات اور گفتگو، نماز جمعہ کی ادائیگی، لاپوں خطبہ جمعہ حضور انور (علیہ السلام)، مختلف موضوعات

پر نماش کا انعقاد جن میں ”اسلام اور قرآن“، ”اسلام اور سائنس“

Virtual Reality Experience نیز لٹریچر بھی تقییم کیا گیا۔ دن بھر تشریف لانے والے مہماںوں نے اس موقع پر اپنے تاثرات بھی بیان کئے۔ ایک مہماں

صاحب نے کہا کہ ”میں احمدیہ جماعت کے افراد کی محبت، اخلاص اور باہمی احترام سے بہت متاثر ہوں۔ آج مجھے اسلام کے امن اور محبت والے پہلو کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا“۔ ایک مہماں

Echo

Startseite > Lokales > Kreis Groß-Gerau > Groß-Gerau > Die Groß-Gerauer „Ahmadiyya Muslim Jamaat“ gab Einblick in ihr Gemeindeleben

Groß-Gerau

Wir sind VRM

Besuch in Groß-Geraus Baitul-ul-Shakoor-Moschee

© Ahmadiyya Muslim Jamaat

Am Tag der offenen Moschee hatte sich auch die „Ahmadiyya Muslim Jamaat“ in Groß-Gerau beteiligt. Knapp 80 Gäste nutzten die Gelegenheit, mehr über die Gemeinde zu erfahren.

Echo Online 07.10.2025

Tag der offenen Moschee: So läuft ein Freitagsgebet

Berlin. Die Khadija-Moschee in Pankow hatte am Freitag zum Tag der offenen Tür eingeladen. Was es zu sehen gab und was hinter der Veranstaltung steckte.



Von Philipp Siebert, Redakteur / Polizeireporter
03.10.2025, 20:30 Uhr



Der sechsjährige Ramsel beim Freitagsgebet am Tag der offenen Tür in der Khadija-Moschee.

© FUNKE Foto Services | Jörg Carstensen

Berliner Morgenpost 03.10.2025

کی آمد شروع ہوئی جو شام چھ بجے تک جاری رہی۔ مہماں نے کے لیے مسجد آئے تھے۔ مسجد دیکھنے کے بعد انہوں نے کہا کہ یہاں لوگ اور ماحول بہت پر امن تھا اور ہمارا تشریف لائیں جو قرآن کریم اور سیرت النبی ﷺ کے متعلق کتب کا مطالعہ کر چکی ہیں۔ انہوں نے مزید معلومات بھی حاصل کیں اور جماعتی لٹریچر بھی حاصل کیا۔ مسجد بیت الرشید کے ہم سایہ دو میاں بیوی بھی تشریف لائے جو ہر سال پھولوں کا گلہستہ دے کر مرکزی دروازہ سے ہی چلے جایا کرتے تھے۔ اس بار انہوں نے پوری مسجد کو دیکھا اور اظہار کیا کہ وہ اس چیز سے بہت متاثر ہیں کہ جماعت کھلے دل کے ساتھ ہر ایک کو خوش آمدید کہتی ہے۔ ایک اور ہم سایہ بھی پہلی بار تشریف لائے۔ مسجد اور نمائش دیکھ کر انہوں نے کہا کہ میں دہریہ ہوں اور میری ساتھی عیسائی عقیدہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ میں دوبارہ بھی آنا چاہوں گا۔ اب مذہب کے بارے میں میرے خیالات کچھ بدل گئے ہیں۔ بیت الرشید میں تقریباً 120 اور مسجد فضل عمر میں 25 سے زائد مہماں تشریف لائے۔

(مرتبہ: مکرم منور علی شاہ صاحب، نمائندہ اخبار احمدیہ جرمنی)

کے لیے مسجد آئے تھے۔ مسجد دیکھنے کے بعد انہوں نے استقبال انتہائی گرم جو شی سے کیا گیا۔ انہوں نے اس عزم کا اظہار بھی کیا کہ وہ اپنے اس ثابت تحریب کو دوسروں تک بھی پہنچائیں گے۔ تشریفی مہم غیر معمولی طور پر موثر ثابت ہوئی۔ پارٹیزٹ کے ایک رکن کی جانب سے بنائی گئی ایک TikTok ویڈیو کو 120,000 سے زائد بار دیکھا گیا۔ SPD اور Die Linke پارٹیوں کے ارکین نے بھی اپنے شوٹ میڈیا چینلز پر اس پروگرام کی تشریف کی جس سے جماعت کا پیغام وسیع پیکانے پر پھیلا۔

ہم برگ

ہم برگ میں سفضل عمر اور بیت الرشید میں پروگرام کے انعقاد سے کچھ عرصہ پہلے ہی انتظامی کمیٹیاں بنادی گئی تھیں جنہوں نے نہایت احسن طریق سے تیاری کی۔ پروگرام سے چند دن پہلے فلاٹر تھیس کیے گئے۔ دونوں مساجد میں جماعتی لٹریچر کے اسٹائل لگائے گئے۔ صبح دس بجے مہماں

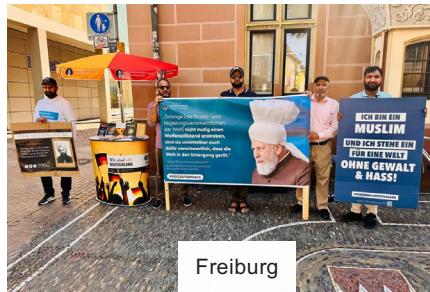
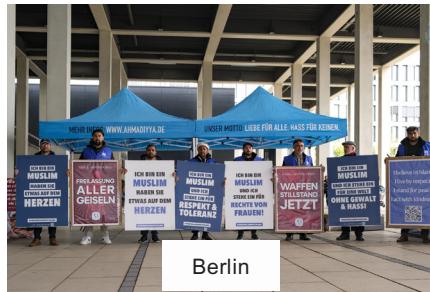
موجود تھے جنہوں نے نماز کی ادائیگی کو دیکھا۔ مہماں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسالم و آله و سلم کے لا یو خطبہ جمعہ کا جرمن ترجمہ بھی سنائی۔ یہ امر قبل ذکر ہے کہ اسی سال مسجد بیت الرشید کی تعمیر کو دس سال مکمل ہوئے ہیں اور اس حوالہ سے ایک خصوصی ویڈیو تیار کی گئی تھی جو مہماں کو دکھائی گئی۔ 30 سے زائد احباب و خواتین نے مختلف ڈیوٹیاں دینے کی توفیق پائی۔ اسی طرح مکرم عدنان مصطفیٰ صاحب سیکرٹری تبلیغ، مکرم ظفر اللہ خان صاحب سیکرٹری امور خارجہ، قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کی ٹیم، شعبہ ضیافت اور لجئے امام اللہ کا بھی تعاون حاصل رہا۔

برلن

مسجد خدیجہ برلن میں بھی پروگرام نہایت کامیابی سے منعقد ہوا جس میں 285 سے زائد مہماں نے شرکت کی۔ اسال مہماں کو دعوت دینے کے لیے شوٹ میڈیا اور مطبوعہ دعوت ناموں کے علاوہ ایک مفرد طریق اختیار کیا گیا۔ تقریب سے ایک ہفتہ قبل ایک

امن ریلی میں شرکت کی گئی جہاں فوری جگہ بندی (Waffenstillstand Jetzt) کے نعرے کے ساتھ تقریباً 500 سٹیکر زاور متعدد دعوت نامے تقسیم کیے گئے۔ چنانچہ 3 اکتوبر کو آنے والے بہت سے مہماں اسی مہم کے ذریعہ متوجہ ہوئے تھے۔ مہماں پارلیمان کے ایک رکن جن کا تعلق Die Grünen سے تھا اور اس کے علاوہ، SPD اور AfD میڈیا پارٹیوں کے نمائندگان بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ، Berliner Morgenpost، ZDF اور Tagesspiegel، Domradio جیسے معتبر میڈیا اداروں کے نمائندے بھی شامل ہوئے۔

نماز جمعہ میں تقریباً 500 افراد نے شرکت کی۔ تقریباً 80 غیر اسلامی جماعت مہماں نے بھی نماز جمعہ اور حضرت علیہ السلام امام صلی اللہ علیہ وسالم و آله و سلم کا خطبہ جمعہ نہایت توجہ اور دلچسپی سے سنائی۔ مہماں کے تاثرات بھی انتہائی شدید رہے۔ ایک مہماں میاں بیوی نے بتایا کہ وہ شوٹ میڈیا پر جماعت کے خلاف متفق تھے۔ دیکھ کر حقیقت جانئے



رپورٹ: مکرم صفوان احمد ملک آفس انچارج شعبہ تبلیغ

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج

Pop-up Displays میں حضرت مسیح موعودؑ کا تعارف، جہاد کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ اور مختلف مذاہب کے بارے میں معلومات دی گئیں۔ آغاز میں مکرم عدیل احمد خالد صاحب اور مکرم ساحل منیر صاحب مریبیان مسلسلہ نے مائیک کے ذریعے حاضرین سے السلام علیکم کہتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔ لوگوں نے ڈیوٹی پر موجود مریبیان و احباب جماعت سے مختلف سوالات بھی کئے۔ ایک مقامی خاتون نے مائیک پر کھڑے ہو کر ہماری کاؤنٹری کی بھرپور تعریف کی۔ متعدد مسافروں نے ہمارے پوسٹرز، بیزیز اور تحریرات کی تصاویر اور ویڈیو یووں بنائیں۔ اس دن تقریباً 10,000 افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔ اگرچہ ایئر پورٹ پر افراد جلدی میں ہوتے ہیں تاہم بہت سے مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کا موقع میسر آیا، ان کے سفر کی کامیابی کی دعائیں کی گئیں اور چاکلیٹ، ٹافیاں، پنسلیں، نوٹ پیڈز اور اسلامی لٹری پر تشقیم کیا گیا۔ علاوہ ازیں مکم اور 10 میں کو برلن کے مختلف مقامات پر مقامی جماعت کے

میں 7 مریبیان کرام کے علاوہ فرانکفورٹ جماعت کے 50 ممبران نے حصہ لیا۔ ہم کا ایک خصوصی ویڈیو کلپ محترم اطہر اقبال صاحب کی زیر نگرانی تیار کیا گیا، جسے 17,000 سے زائد افراد نے دیکھا، سینکڑوں افراد نے پسندیدگی کا اظہار کیا اور 100 سے زائد تبرے موصول ہوئے۔ علاوہ ازیں 31 میں کو فرانکفورٹ کے خرید و فروخت کے معروف مرکز Zeil پر بھی اس ہم میں تقریباً 15 ہزار سے زائد افراد کو پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملی، الحمد للہ۔ اس موقع پر مریبیان کرام اور ڈیوٹی پر موجود 25 سے زائد افراد نے خصوصی تعاون کیا، فرمائیم اللہ۔

مورخہ 19 اپریل کو برلن ایئر پورٹ پر تبلیغی پروگرام منعقد کیا گیا جہاں جماعت کو مناسب اور وسیع جگہ ملی لہذا اس کا صحیح استعمال کرنے کے لئے مرکزی ٹیم تبلیغی سامان لے کر ایک روز تمل روانہ ہوئی جس نے اس جگہ کو مختلف پوسٹرز سے مزین کیا۔ بعض پوسٹرز مقامی احباب جماعت اپنے ہاتھوں میں اٹھائے چلتے پھرتے ڈیوٹی دیتے رہے۔ بیہاں دو بڑے تبلیغی شال بھی لگائے گئے۔ دوسری جانب

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کو سال 2025ء کے آغاز سے ہی ملک بھر میں مختلف پروگرامز منعقد کرنے کی توفیق ملی جن کا مقصد اسلام کی پر امن تعلیم کو سیچ پیانہ پر عوام الناس تک پہنچانا اور احباب جماعت کو تبلیغی میدان میں فعال کرنا تھا۔ ان تبلیغی پروگراموں کی رپورٹ بعفرض دعا پیش ہے۔

ڈائیلائگ مہم اور آمد مسیح کا اعلان

مورخہ 22 مارچ کو Buxtehude اور فرانکفورٹ میں تبلیغی پروگرام منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں احباب جماعت نے تبلیغ اسٹینڈ لگایا، کتب، دوورے اور پوسٹ کارڈز تقیم کرنے کے ساتھ ساتھ پلے کارڈز کے ذریعہ لوگوں کو آمد مسیح سے آگاہ کیا۔

فرانکفورٹ ایئر پورٹ پر "مسیح آپ کا ہے" کے موضوع کو خصوصی طور پر پیش کیا گیا۔ مسافروں میں لیف لیٹس اور پوسٹ کارڈز تقیم کیے گئے جبکہ مائیکرو فونز کے ذریعہ بھی یہ خوشخبری مسافروں تک پہنچائی جاتی رہی۔ اس مہم

پہلے مقالات پر لیف لیٹس کی تقسیم کے ذریعہ اسلام کا پُرانی پیغام پہنچایا۔ بعض جگہ بک اسٹالز بھی لگائے گئے جہاں مہمانوں کو قرآن کریم کے ترجم، حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور جماعتی تعارف پر مبنی لٹری پر پیش کیا گیا۔ بعض شہروں میں زیر تبلیغ افراد کے گھروں کا دورہ کیا گیا۔

یوم خلافت

27 مئی 2025ء کو جماعت احمدیہ جرمنی کو یوم خلافت منانے کی توفیق ملی۔ تمام امارات اور جماعتوں میں جلسہ ہائے یوم خلافت کا انعقاد کیا گیا۔ اس سال ایک خاص پہلو یہ بھی رہا کہ ان جلوسوں میں زیر تبلیغ دوستوں کے لیے بھی وقت مختص کیا گیا اور جرمن زبان میں ”خلافت کا حقیقی تصور“ کے عنوان سے تقاریر کا اہتمام کیا گیا۔ جماعتوں میں تحریک کی گئی کہ گزشتہ سال سے جرمنی میں خلافت کے تصور پر ایک منقی بحث جاری ہے جس کے نتیجے میں معاشرے میں خلافت سے متعلق کئی غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ ایسے حالات میں ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ تم خلافت کے حقیقی اور پُرانی تصور کو بھرپور انداز میں پیش کریں۔ رپورٹ کے مطابق تقریباً تمام مساجد اور مراکز میں جرمن زیر تبلیغ احباب کو دعوت دی گئی جن میں سے کئی دوست اپنی فیملیز کے ہمراہ شامل ہوئے اور نہایت ثبت تاثرات کا اظہار کیا۔ بعض جگہوں پر مہمانوں کے لیے سوال و جواب کی نشست کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں شامیں نے گہری دلچسپی لی۔ یوم خلافت کے ان روحاںی اجتماعات نے جہاں احباب جماعت کے ایمان کو تازہ کیا وہیں مہمانوں کے خلافت سے متعلق علم میں بھی اضافہ کا موجب ہوا۔

اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کے زیر سایہ جماعت احمدیہ کو دن دو گنی اور رات چو گنی ترقیات عطا فرمائے، نیز دعا ہے کہ ان پروگراموں کا اہتمام کرنے والے جملہ کارکنان کو اپنے فضلوں سے نوازے اور جماعت احمدیہ جرمنی کو حضرت امیر المؤمنین صلی اللہ علیہ وس علیہ اور آمیت کی ہدایات و منشاء کے مطابق خدمات بجا لانے کی توفیق عطا فرماتا رہے، آمین۔

تقسیم کیے گئے۔ اسی طرح مندرجہ ذیل جماعتوں نے بھی اسی نوعیت کے پروگراموں کا اہتمام کیا۔

26 اپریل: مانسز۔ بڑی کشہت سے طلبہ کو تبلیغ کرنے کا موقع ملا۔ 24 مئی: سٹینگارٹ۔ اس موقع پر گرد و نوح کی جماعتوں سے بھی احباب جماعت نے خدمت کی توفیق پائی۔ 5 جون اور 15 جولائی: باد ہومبرگ۔ 12 جون اور 10 ستمبر: گیزن۔ 23 جون: بون۔ 22 جولائی اور 16 اگست: ڈارمشٹڈ۔ 16 اگست: Neuss۔

16 اگست اور 20 ستمبر: ویزبادن۔ (اس دوران تقریباً 400 سے زائد افراد سے انفرادی گفتگو ہوئی)۔ 7 اگست: نوئے ویڈ۔ 9 اگست: وائیل برگ، Esslingen۔ 10 اگست: اوفن باخ، رائے، Weil der Stadt

Mülheim a.d Ruhr, 23 اگست: Langenselbold, Bad Nauheim, Hanau۔ 6 ستمبر: لانگن۔ 13 ستمبر: فلورشٹڈ۔ 27 ستمبر: ہائیل برگ اور 11 اکتوبر: فران برگ

یوم تبلیغ

جرمن بھر میں کیمی 2025ء کو یوم تبلیغ منایا گیا جس میں تمام لوکل امارات اور 100 سے زائد جماعتوں نے بھرپور شرکت کی توفیق پائی۔ مرکزی شعبہ تبلیغ کی جانب سے یوم تبلیغ کا موضوع ”امن کا راستہ“ رکھا گیا۔ مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب نیشنل سیکریٹری تبلیغ کی طرف سے ایک تفصیلی سرکلر میں جماعتوں کو درج ذیل امور کو مدنظر رکھتے ہوئے منصوبہ بندی کی درخواست کی گئی تھی۔

لیف لیٹس کی تقسیم ”امن کا راستہ“، سائیکل ٹور، امن کے لئے واک، جماعتی لوگو والی شرٹس، اخبارات میں مضامین کی اشاعت، سوچل میڈیا مہم۔

چنانچہ اس دن بہت سے احباب نے اپنے حلقوں احباب، ہمسایوں، دفتری ساتھیوں سے رابطہ کیا۔ یہ متعدد جماعتوں نے چائے پر ہمسایوں کو مدعو کیا، کہیں کھانے کا اہتمام کیا گیا اور بعض جماعتوں میں تبلیغ میٹنگ کا انتظام کیا گیا۔ بہت سی جماعتوں نے مقامی مارکیٹس، پارکس اور

زیر اہتمام پروگرام منعقد ہوئے اور ہزاروں افراد تک پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملی۔

11 جون: رسلن ہائیم کے مرکزی بازار میں دوپہر 1 بجے تا شام 7 بجے ڈائیلگ میم کا انعقاد کرنے کی توفیق ملی۔ شعبہ تبلیغ کی جانب سے تین مریبان سلسلہ مکرم عدیل احمد خالد صاحب، مکرم حبیب الرحمن ناصر صاحب، مکرم ساحل میر صاحب نے شرکت کی۔ سوچل میڈیا اور ویڈیو و تصاویر بنانے کے فرائض مکرم شہزاد احمد عارف صاحب نے بخوبی انجام دیے۔ مقامی جماعت نے بھی مہم کے دوران بھرپور تعاون کیا۔ رسلن ہائیم جماعت کے جزء سیکریٹری مکرم آصف مرزا صاحب نے مقامی غرمان کے طور پر خدمات سر انجام دیں۔ تبلیغ ٹیکسٹ کے علاوہ عالمی قیام امن، حضرت مسیح موعودؑ کا تعارف، جہاد کے تصور کی وضاحت پر مشتمل پوسترزو پلے کارڈز اور محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا بڑا بیزنس آؤزیز اس کیا گیا۔ اس کے علاوہ ڈیوٹی پر موجود افراد درج ذیل تحریر والا پلے کارڈ اٹھا کر ڈیوٹی دیتے رہے کہ ”میں ایک مسلمان ہوں، کیا آپ کے دل میں اسلام کے متعلق کوئی سوال ہے؟“۔ ترک، عرب اور افریقی مسلمانوں نے مہم میں دلچسپی لی اور سوالات بھی کیے۔ مورخہ 5 جولائی کو Hannover میں اس مہم کا وسیع پیانا نے پر اہتمام کیا گیا۔ اسی روز ایک رشین نزد جرمن خاتون نے مریبان کرام سے گفتگو کی اور بعد ازاں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئیں، الحمد للہ۔

مورخہ 19 جولائی کو کاسل میں وسیع پیانا پر پروگرام منعقد ہوا جو صبح 11:30 سے شام 6:30 بجے تک مرکزی ٹرام اسٹیشن کے قریب جاری رہا اور عوامی توجہ کا مرکز رہا، الحمد للہ۔ اس پروگرام میں 30 مقامی احباب جماعت نے خدمت کی توفیق پائی۔ جبکہ تین مریبان سلسلہ مصائب کی اشاعت، سوچل میڈیا مہم۔

نے لوگوں کے ساتھ اسلام، جماعت احمدیہ اور موجودہ سماجی موضوعات پر گفتگو کی، فلاہر تقدیم کیے اور پوپریز تھام کر کھڑے رہے۔ بہت سے راگیروں نے دلچسپی ظاہر کی، سوالات کیے اور معلوماتی مواد حاصل کیا۔ اس موقع پر مجلس انصار اللہ کا مل کی جانب سے تقریباً 1000 فلاہر

آدھی صدی کا سفر

لکرم عرفان احمد خان صاحب۔ جرمنی



کلاؤز کا خط ریپیشنٹ کے ہاتھ میں تھا دیا۔ اس نے فون پر کسی سے بات کی اور چند منٹ میں ایک خاتون نے آکر مجھے اپنے دفتر میں چلنے کو کہا۔ میں اس کے پیچے پیچے چل پڑا۔ رہداریوں سے گزرتے وقت میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ کسی فائیو سار ہوٹل میں میری پہلی انٹری تھی اور قدرت میرے والدین کی دعاوں کے طفیل مجھ پر مہربان ہونے جا رہی تھی۔ پہلی منزل پر دفتر میں پہنچ کر مسٹر میولرنے میرا نٹرو یوکیا اور آخر پر خوب خبری سنائی کہ کل آکر معابدہ پر دخنخڑ کر دینا۔

پہلے قدم پر اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے فضل پر سجدہ شکر ادا کیا۔ باہر آکر ٹیلیفون بوتح سے کرم انوری صاحب کو میرے مشن ہاؤس جانے پر وہ بھی اس خوشی میں شریک ہوئے۔ فرانکنفرٹ ہوف کا معابدہ 15 مارچ سے شروع ہو رہا تھا جس کی بناء پر مجھے دوسال کا جرمنی میں قیام کا ویزا مل گیا اور دو گھروں سے آزادی ملی، فاصلہ تھا۔ یہاں میں 8 سال رہا۔ اس دوران امریکہ اور دنیا کے دیگر ممالک کے صدران مملکت کو دیکھنے اور کویت کے امیر صاحب اسلام الصباح کو ان کی خواہش پر سروں دینے کا موقع ملا۔ اپنی ہمیشہ کی بیماری کی وجہ سے شاہی خاندان نے میں روز اس ہوٹل میں قیام کیا تھا۔ میں نے ان 8 سالوں میں بہت کچھ سیکھا۔ سب سے بڑھ کر یہاں ٹھہرنا والے سیاسی قائدین کو سروں دینے سے میرے میں جو اعتناد پیدا ہوا وہ بقیہ زندگی میں میرے بہت کام آیا۔ بعض واقعات کا ذکر آئندہ اقسام میں اپنے موقع پر آتا رہے گا۔

میرا ویزا مارچ میں ختم ہو رہا تھا جس کی جرمنی زبان سیکھنے کی بیاد پر میعاد بڑھانے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ دوسراستہ ڈاکٹر کلاؤز کے دفتر کا تھا۔ میں نان ٹینکنیکل ڈین کامالک تھا اس نے کرم انوری صاحب نے مشورہ دیا کہ میں ہوٹل میں بھنٹ میں پر یکٹیکم کرلوں۔ اس سے قبل کرم ملک مسح الدین شاہد صاحب، کرم رفیق احمد صاحب این کرم ڈاکٹر رمضان احمد صاحب اور کرم رفیق احمد صاحب آف لاہور اس پروفیشن سے وابستہ ہو چکے تھے۔ میں بھی ڈاکٹر کلاؤز کے دفتر میں حاضر ہو گیا اور ان کا تعارفی نہیں کیا۔ میں نے خط جاری کرتے وقت ایک نصیحت کی تھی کہ فائیو سار ہوٹل میں پر یکٹیکم تلاش کرنا۔ چھوٹے ہوٹل والوں کی دلچسپی آپ کو کام سکھانے میں کم اور اپنا کام نکلوانے میں زیادہ ہو گی۔ میں اس وقت فائیو سار کی پیچان سے ناواقف تھا۔ والد صاحب کی نصیحت کے مطابق ڈاکٹر کلاؤز سے ملاقات کا احوال کرم فضل الہی انوری صاحب سے بیان کر دیا۔ اس زمانہ میں فرانکنفرٹ میں صرف دو فائیو سار ہوٹل تھے۔ انہر کا نینینٹل اور Steigenberger Hof Frankfurter Hof۔ ایک فورسٹار ایئر پورٹ ہوٹل تھا۔ فرانکنفرٹ ہوف کا شمار دنیا کے دس نامور ہوٹلوں میں ہوتا تھا۔ میں نے وہاں قسمت آزمانے کا فیصلہ کیا۔ اپلائی کرنے، درخواستیں لکھنے سے میں ناواقف تھا۔ یہ بات بھی میرے علم میں نہ تھی کہ بڑی کمپنیوں میں Personal آفس ہوتا ہے جہاں ملازمت کے لئے درخواست دی جاتی ہے۔ میں سیدھا ہوٹل کے ریپیشن پر جا پہنچا اور ڈاکٹر پر یکٹیکم کہتے ہیں جس کی تلاش میں مدد فراہم کرنے کے گریجویٹ کو یونیورسٹی اور نان گریجویٹ کو اپرینٹیش شپ میں داخلہ لینا پڑتا تھا۔ اپرینٹیش شپ کو جرمنی زبان میں پر یکٹیکم کہتے ہیں جس کی تلاش میں مدد فراہم کرنے کے آفس ہوتا ہے جہاں ملازمت کے لئے درخواست دی جاتی ہے۔ اس کے انجمن ڈاکٹر کلاؤز اس کے بعد ایک تعارفی خط دے دیتے تھے۔

پر یکٹیکم (Praktikum) کا آغاز

جیسا کہ میں نے پہلے بھی لکھا ہے کہ جرمنی میں سکونت اختیار کرنے کا راستہ سٹوڈنٹ ویزا تھا۔ ایک سال زبان سیکھنے کے بعد ویزا کی میعاد میں تسویج کروانے کے لئے گریجویٹ کو یونیورسٹی اور نان گریجویٹ کو اپرینٹیش شپ میں داخلہ لینا پڑتا تھا۔ اپرینٹیش شپ کو جرمنی زبان میں پر یکٹیکم کہتے ہیں جس کی تلاش میں مدد فراہم کرنے کے آفس ہوتا ہے جہاں ملازمت کے لئے درخواست دی جاتی ہے۔ اس کے بعد ایک تعارفی خط دے دیتے تھے۔

پر آشوب حالات کا سامنا

ابھی پر یکیکل لائف شروع ہوئے دو ماہ کا عرصہ گزارا تھا کرمی 1974ء میں پاکستان میں ایک تحریک کی صورت میں احمدیوں پر ظلم و بربریت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے جس کی تفصیل متعدد جگہوں پر چھپ چکی ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب اطلاعات اور خبریں حاصل کرنے کے ذریعہ بہت محدود تھے۔ ڈائرکٹ ڈائیگل سٹم بھی موجود نہ تھا۔ یہ رون پاکستان رہنے والے احمدی حدود جہ پریشان اور خبریں جاننے کے لئے بے چین رہتے۔ ہم جو چند احمدی فرانکرٹ میں تھے مشن ہاؤس میں جمع رہتے۔ دعائیں بھی کرتے اور اپنی پریشانی ایک دوسرے سے شیر کرتے۔ مکرم انوری صاحب بار بار لندن فون کرتے کہ وہاں مشن ہاؤس کا پاکستان سے رابطہ نبیتاً آسان تھا۔ ان ایام میں نمازوں میں سوزو گداز، مساجد میں احباب کا خدا کے حضور بلکن تاریخ کا حصہ ہے۔ ہم زیادہ تر نعمت تھے۔ ہم میں سب سے سینئر مکرم محمد سمعیل خالد صاحب تھے جن کو دنیا سمعیل بیوہ کے نام سے جانتی ہے۔ انہوں نے 1953ء کے فسادات لاہور میں ڈیوٹیاں دی تھیں۔ وہاں دور کے خدائی مدد کے واقعات سن کر ہم نوجوانوں کے حوصلے بلند رکھتے۔ ان ایام میں ہم پر جو گزر رہی اس میں محمد سمعیل خالد صاحب مرحوم ہماری ڈھارس بندھاتے رہے۔

سفیر پاکستان کی نور مسجد میں آمد

جیسا کہ میں نے بتایا کہ 15 مارچ سے میں نے پر یکیکم شروع کر دیا تھا۔ جوں کی ابتدائی تاریخ تھی کہ میں صح کام پر گیا تو ہوٹل کے مین گیٹ پر پاکستان کا قومی پرچم لہرا رہا تھا۔ میں نے اندر جا کر معلوم کیا تو پتہ چلا سفیر پاکستان ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ سید سجاد حیدر صاحب ایک سال سے بھی کم عرصہ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث جلیل سے ملنے نور مسجد آنا ضروری سمجھا۔

احتیاجی خطوط کا تذکرہ

چیف منسٹر پنجاب حنیف رامے کی سرگودھا میں موجودگی کے روز احمدیوں کی املاک کو جس طرح لوٹا گیا اور اس سے پہلے بھی احمدیوں کے خلاف جاری تحریک کے دوران

مختلف جگہوں پر احمدیوں کو مال و جان کی جو قربانی دینی پڑی اس پر مرکز سے یہ ہدایت آئی کہ اس زیادتی کے خلاف وزیر اعظم پاکستان اور اپنے اپنے ملک میں پاکستانی سفارت خانوں کو احتیاجی خط لکھے جائیں۔ چنانچہ جرمی کے احمدیوں نے بھی اس سیکیم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بعض افراد خط کے نفس مضمون سے نابلد تھے ان کو خطوط لکھ کر دینے کی خدمت بھی بعض افراد نے سر انجام دی۔ اس سلسلہ میں مکرم رفیق سلطان صاحب ابن مکرم بدر سلطان اختر صاحب مراقب خدام الاحمدیہ نے اپنی خدمات پیش کیں۔ وہ نئے نئے پاکستان سے آئے تھے اور وہاں نیشنل بنک کراچی میں ملازمت کی وجہ سے انگریزی اور اردو کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اتوار کے روز ہم سب مشن ہاؤس میں موجود رہے اور سفیر پاکستان سید سجاد حیدر صاحب نے خطاب کر کے اپنی طرف سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ ابھی قومی اسمبلی میں بجٹ شروع نہ ہوئی تھی اور فسادات جاری تھے اس لئے سجاد حیدر صاحب کا رو یہ بھی بہت ہمدردانہ رہا۔ جماعت کی طرف سے صرف مکرم فضل الہی انوری صاحب مشری انجارج نے گفتگو کی۔ چائے کے دوران سفیر صاحب نے جماعت کے نظم و ضبط کی تعریف کی۔ ان کے الفاظ آج بھی مجھے یاد ہیں کہ ”مجھے یو تھہ ہوٹل کے ہال میں جب بھی پاکستانیوں سے خطاب کا موقع ملا ہے گلے ٹکوے اور الزام تراشی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ میں آج اسی ماحول کا سامنا کرنے کی تیاری کر کے آیا تھا۔ لیکن آپ لوگوں نے بہت تخلی سے مجھے سنا ہے اور کوئی احتیاجی فقرہ آپ کی زبان پر نہیں آیا۔ حالات کو بدلنا میرے انتیار میں نہیں لیکن میری دعا آپ کے ساتھ ہے۔ اللہ آپ کی مدد کرے۔“ سفیر صاحب دو گھنٹے سے زائد نور مسجد سے ملحوظہ ہال میں احمدیوں سے گفتگو کرتے رہے۔ یہ بہر حال ان کی شرافت تھی کہ انہوں نے نور مسجد آنا ضروری سمجھا۔

دہائی میں جرمی نے بہت تیزی سے ترقی کی۔ جرمی میں اسلام کے ابتدائی حالات آئندہ قسط میں پیش کئے جائیں گے۔

حیدر صاحب ہوٹل کی لابی میں تشریف لے آئے اور ان سے پاکستان میں احمدیوں پر گزرنے والے حالات کا جو علم مجھے تھا وہ میں نے بیان کر دیا۔ اس سے پہلے ان کے پاس سرکار کی بھجوائی ہوئی معلومات ہی تھیں جس میں احمدیوں کے ہونے والے نقصان کا ذکر نہیں تھا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس وقت سفیر پاکستان کو یہ باور کروانے کی بھی توفیق دی کہ ہم اپنے ملک میں ظلم کا شکار ہو رہے ہیں اور آپ نے بطور سفیر خود فون کر کے ہم سے اظہار ہمدردی نہیں کیا۔ انہوں نے جواباً کہا کہ مجھے اس تفصیل کا علم نہیں تھا۔ دو روز بعد سفیر صاحب کا انوری صاحب کو فون آیا کہ میں اتوار کے روز آپ کے پاس آ کر کیمیٹی کے افراد سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اتوار کے روز ہم سب مشن ہاؤس میں موجود رہے اور سفیر پاکستان سید سجاد حیدر صاحب نے خطاب کر کے اپنی طرف سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ ابھی قومی اسمبلی میں بجٹ شروع نہ ہوئی تھی اور فسادات جاری تھے اس لئے سجاد حیدر صاحب کا رو یہ بھی بہت ہمدردانہ رہا۔ جماعت کی طرف سے صرف مکرم فضل الہی انوری صاحب مشری انجارج نے گفتگو کی۔ چائے کے دوران سفیر صاحب نے جماعت کے نظم و ضبط کی تعریف کی۔ ان کے الفاظ آج بھی مجھے یاد ہیں کہ ”مجھے یو تھہ ہوٹل کے ہال میں جب بھی پاکستانیوں سے خطاب کا موقع ملا ہے گلے ٹکوے اور الزام تراشی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ میں آج اسی ماحول کا سامنا کرنے کی تیاری کر کے آیا تھا۔ لیکن آپ لوگوں نے بہت تخلی سے مجھے سنا ہے اور کوئی احتیاجی فقرہ آپ کی زبان پر نہیں آیا۔ حالات کو بدلنا میرے انتیار میں نہیں لیکن میری دعا آپ کے ساتھ ہے۔ اللہ آپ کی مدد کرے۔“ سفیر صاحب دو گھنٹے سے زائد نور مسجد سے ملحوظہ ہال میں احمدیوں سے گفتگو کرتے رہے۔ یہ بہر حال ان کی شرافت تھی کہ انہوں نے نور مسجد آنا ضروری سمجھا۔

چیف منسٹر پنجاب حنیف رامے کی سرگودھا میں موجودگی کے روز احمدیوں کی املاک کو جس طرح لوٹا گیا اور اس سے پہلے بھی احمدیوں کے خلاف جاری تحریک کے دوران



Wilhelm II

تاریخ جرمنی

جب قیصر و ہیلیم دوم جرمنی کے سیاہ و سفید کا مالک بنا

پھر جنوبی شرقی یورپ میں بلقان کی جنگوں نے خطے کو مزید غیر مغلک کر دیا، خاص طور پر آسٹریا۔ ہنگری اور سربیا کے درمیان حالات نہایت خطرناک ہو گئے۔

پورا جرمنی نہیں لیکن پرشیا یعنی جرمنی کی فوج جنگ میں پرشیا کی استواری دیکھتی تھی۔ اور جنگ سے متعلق اہم سرکاری ملاقاں میں جرمن جرزل Moltke نے کئی بار روس پر حملہ کی تجویز بہت زور شور سے پیش کی۔ اس کا یہ ماننا تھا کہ جنگ جتنی جلدی ہو اتنا بہتر ہے کیونکہ جنگ کے بغیر جرمنی کا طاقتور تین بن جانا نمکن ہے۔ تاہم جرمنی جنگ چھیڑنے پر آمادہ نہیں ہوا۔ مگر کشیدگیاں پورے یورپ میں بہت بڑھ چکی تھیں۔ آخر 28 جون 1914ء کو ایک چنگاری سے آگ بھڑک اٹھی جب آسٹریا کے ولی عہد Franz Ferdinand کو Sarajevo میں سریا کے قوم پرستوں نے قتل کر دیا۔ آسٹریا۔ ہنگری نے جرمنی کی مکمل حمایت کے ساتھ، سربیا کو سخت شرائط پر مبنی ایک اٹھی میٹم دیا۔ جب سربیا تمام مطالبات پورے نہ کر سکا، تو ایک ناگزیر سلسلہ شروع ہو گیا۔ یورپ کی بڑی طاقتیں، اپنے اتحادوں کے تحت، ایک کے بعد ایک جنگ میں کوڈ پڑیں۔ یورپ، اور جلد ہی ساری دنیا، ایک ہولناک جنگ کی لپیٹ میں آگئی جسے پہلی عالمی جنگ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (جاری ہے)

حوالہ جات:

Schlaglichter der deutschen Geschichte, Helmut M. Müller, bpb, Brockhaus 2002
Die kürzeste Geschichte Deutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin

ایک طرف روس اور فرانس کا گھٹ جوڑ تھا جس میں اب برطانیہ بھی شامل ہو گیا کیونکہ برطانیہ اور جرمنی میں کشیدگی تھی اور فرانس جرمنی میں بھی، اسی طرح روس کے بھی تعلقات اب جرمنی سے خراب ہو چکے تھے۔ جرمنی کے ساتھیوں میں آسٹریا اور اٹالیہ شامل ہو گئے۔ یورپ میں اب دو سلسلہ گروہ آئندے سامنے تھے ایک طرف اور دوسری طرف Triple Alliance (جرمنی، آسٹریا۔ ہنگری، اٹالی) اور ساتھیوں کے طبق Triple Entente (برطانیہ، فرانس، روس)۔

یہ خارجی امور کا احوال ہے۔ داخلی امور بھی بہت سازگار نہ تھے۔ جرمنی میں صنعتی ترقی تو تیز رفتادی سے جاری رہی، مگر سماجی تباہ بڑھنے لگا۔ مزدوروں کی نمائندہ جماعت سو شلسوٹ ڈیوکر بیک پارٹی (SPD) اب ایک طاقتور آواز بن چکی تھی، جو اکثر قیصر کی مطلق العنان خواہشات کے خلاف کھڑی ہوتی تھی۔ اسی طرح پرشیا کا باقی جرمنی پر زور اور تسلط بھی پہلے سے کمزور ہوتا جا رہا تھا۔ (اگر آپ کو یاد ہو، بسمارک اور قیصر دونوں پرشیا سے تھے، اور انہی کی طاقت سے جرمنی قائم ہوا تھا)۔ اس کی نمایادی وجہ بھی جرمنی کی صنعت کاری تھی۔ جرمنی کی فوج نیادی طور پر پرشیا کی فوج تھی، لیکن اب فوج صنعتی ساز و سامان پر منحصر تھی، اور وہ باقی جرمنی فراہم کر رہا تھا۔

1900ء کی دہائی کے اوائل میں کئی میں الاقوامی حکومت بن گیا۔ یہاں تک کہ برطانیہ کے بھرپوروں میں بھی جرمنی کا مال استعمال ہوتا تھا۔

گزشتہ قسط کا اختتام اس بات پر ہوا تھا کہ بسمارک کا دور 1890ء میں مکمل ہوا۔ قیصر و ہیلیم دوم اب جرمنی کے سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ یہ خود جرمنی کے لیے ہی نہیں بلکہ عالمی تاریخ کے لیے بھی ایک بڑا موڑ تھا۔ بسمارک سفارت کاری کا ماہر تھا اور دوست دشمن ہر دو کے ساتھ اپنے تعلقات مدبرانہ انداز میں چلاتا تھا۔ قیصر و ہیلیم دوم پر عزم ضرور تھا لیکن اپنے جوش میں غیر محتاط بھی تھد جرمنی کو ایک عالمی طاقت دیکھنا اس کا خواب تھا۔

اس کے اس نئے نظریہ کو Weltpolitik (عالمی پالیسی) کہا گیا، جس کا مطلب تھا کہ جرمنی بیرون ملک نوآبادیات (کولونیز) کے حصول میں جارحانہ انداز اختیار کرے اور ایک طاقتور بھری بیڑا تیار کرے جو برطانیہ کی بھری طاقت کا مقابلہ کر سکے۔ اس بھری اسلحے کی دوڑ میں دونوں ممالک کو دوڑے اور وقت گزرنے کے ساتھ دونوں کے درمیان کشیدگی بڑھتی گئی۔ اسی اثنائیں روس کے ساتھ تعلقات میں جو بسمارک نے بہت مہارت سے قائم کیے تھے، دراٹیں پڑنے لگیں۔ اور روس نے فرانس کے ساتھ معاهدہ کر لیا۔

یہ دلچسپ بات ہے کہ بسمارک کی معاشری پالیسی کی وجہ سے جرمنی کی امن امنی بہت مضبوط رہی۔ Made in Germany معیاری اشیا کی صنعت بن گیا۔ یہاں تک کہ برطانیہ کے بھرپوروں میں بھی جرمنی کا مال استعمال ہوتا تھا۔

بھائی اسماعیل صاحب کا نام تحریک جدید کے دفتر اول کے ابتدائی 5000 مجاہدین میں شامل ہے۔

مرحومہ کے والد مکرم فاروق اسماعیل صاحب کو تقریباً چار سال تک اسی رہا مولارہنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مرحومہ نے پسمندگان میں والدین کے علاوہ دو بھتیں اور ایک بھائی (خاکسار) یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم عبداللہ و اگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جرمی نے 9 اکتوبر کو مسجد سجنان مورفیلڈن والڈورف میں پڑھائی اور اگلے روز قبرستان Walldorf میں تدفین ہوئی۔ (مامون فاروق، مریبی سلسلہ شعبہ جزیل سیدھری)

مکرمہ مسّرت صدیقہ بٹ صاحبہ

خاکسار کی الہیہ مکرمہ مسّرت صدیقہ بٹ صاحبہ 28 اکتوبر 2025ء کو بعد 75 سال وفات پا گئیں، انا اللہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ حضرت فضل دین صاحبؒ کے ذریعہ ہوا جنہوں نے 1898ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مرحومہ نے ایم۔ اے عربی کیا ہوا تھا اور لجہنے کی کلاسز میں کتب حضرت مسیح موعودؑ سے اقتباسات آسان الفاظ میں سمجھاتیں۔ آپ کو بطور صدر لجہنے امام اللہ ہاناؤ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نہایت ملنسار، صوم و صلاوة کی پابند اور خلافت سے محبت کا تعلق رکھنے والی تھیں۔

مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ نے پسمندگان میں تین بیٹیے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کرم نصیر احمد قمر صاحب مریبی سلسلہ و ایڈیشنل وکیل الاشاعت یو کے کی مماثی تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ 30 اکتوبر کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں مکرم عبداللہ و اگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جرمی نے پڑھائی۔ بعد ازاں 31 اکتوبر کو Friedhof Heiligenstock کو شوکت حسین بٹ، ڈار مشنڈ (شوکت حسین بٹ، ڈار مشنڈ) میں تدفین ہوئی۔ (شوکت حسین بٹ، ڈار مشنڈ)

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

جلسہ سالانہ جرمی میں وقف عارضی کا بھی موقع ملا۔ اپنی اولاد کی تربیت پر خاص توجہ دیتے اور خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے۔

مرحوم نے پسمندگان میں الہیہ کے علاوہ ایک بیٹی، ایک بیٹا، دو بھائی اور ایک بہن یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 4 اکتوبر کو بیت الریجم Neuwied میں Friedhof Torney میں تدفین ہوئی۔ (ڈاکٹر مبارز ندیم، Neuwied)

مکرمہ تنزیلہ فاروق صاحبہ

خاکسار کی ہمیشہ مکرمہ تنزیلہ فاروق صاحبہ بنت مکرم فاروق اسماعیل صاحب 2 اکتوبر 2025ء کو بعد 31 سال بقضائے الہی وفات پا گئیں، انا اللہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ پیدائش سے ہی ذہنی طور پر کمزور اور خصوصی توجہ و دیکھ بھال کی محتاج تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے والدین، خالہ اور نانی جان کو اعظم عطا فرمائے جنہوں نے نہایت صبر اور محبت کے ساتھ طویل عرصہ تک خدمت کی۔

مرحومہ کے آباؤ اجداد کا تعلق تلوندی جھنگلہ (ضلع گورا دیپور) سے تھا، جو قادیان سے قریباً 9 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے پڑاداکے والد کے ذریعہ ہوا، جب حضرت مولوی عبدالریجم صاحبؒ کو حضرت مسیح موعودؑ نے تبیغ کے لیے آپ کے گاؤں بھیجا۔ موصوفہ کے پڑاداکے والد حضرت رحیم بخش صاحب اور پڑادا شاہ محمد صاحب نمایاں مالی قربانی کی توفیق ملی۔ جماعتی پروگرام میں شعبہ سمی و بصری کے حوالہ سے بھی خدمت کا موقع ملتا رہا۔

محترم چوہدری غلام احمد صاحب

خاکسار کے والد محترم چوہدری غلام احمد صاحب ابن مکرم چوہدری محمد اسماعیل صاحب 31 مئی 2025ء کو بعد 94 سال وفات پا گئے، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم رحمت بازار ربوہ کے پرانے آباد کاروں اور تاجروں میں سے تھے اور حضرت چوہدری مولا بخش صاحبؒ کے پوتے تھے صوم و صلاوة کے پابند اور خلافت احمدیہ سے بہت محبت اور وفا کا تعلق رکھنے والے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ محبت سے پیش آتے اور نیک کاموں کی ترغیب دیتے۔ اپنے خاندان اور رشتہ داروں کے علاوہ پڑو سیوں اور دیگر افراد کے ساتھ بھی احسان کا سلوک کرتے۔ آپ کی وفات فرانکفرٹ میں اپنے سب سے چھوٹے بیٹے محمد مبارک احمد صاحب کے گھر میں ہوئی۔ آپ موصی تھے۔ آپ کی نماز جنازہ یکم جون کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں ادا کی گئی۔ بعد ازاں تدفین کے لیے ربوہ لے جایا گیا جہاں مسجد مبارک میں نماز جنازہ کے بعد بھتی مقربہ نصیر آباد میں تدفین ہوئی۔ (منظور احمد صادق، Dreieich)

مکرم منور احمد ندیم صاحب

خاکسار کے والد مکرم منور احمد ندیم صاحب ابن مکرم قاضی مبارک احمد صابر صاحب 30 ستمبر 2025ء کو بعد 66 سال وفات پا گئے، انا اللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ اکنون کے دادا مکرم دین محمد صاحب کے ذریعہ ہوا۔ آپ نہایت خوش اخلاق، نرم دل اور ملنگار شخصیت کے حامل تھے۔ ہر وقت دوسروں کی مدد کے لیے تیار رہتے۔ صوم و صلاوة کے پابند اور مالی قربانی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ مرحوم کو بیت الحمد Wittlich، مسجد طاہر Koblenz اور بیت الریجم Neuwied کی تعمیر کے سلسلہ میں نمایاں مالی قربانی کی توفیق ملی۔ جماعتی پروگرام میں شعبہ سمی و بصری کے حوالہ سے بھی خدمت کا موقع ملتا رہا۔

دعائے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسمندگان کو صبر جیل سے نوازے، آمین

جرمنی میں احمدیہ مساجد و نماز سینٹر کے دروازے کھلے رکھنے کا دن (3 اکتوبر 2025ء)

مہماں کی آمد کے چند مناظر



Bensheim



Berlin



Darmstadt



Florstadt



Mülheim an der Ruhr



Mannheim



Groß-Gerau



Frankenthal

Monthly

AKHBAR-E-AHMADIYYA

Germany

VOL 26

ISSUE 11

NOVEMBER 2025

ISSN : 2627-5090

Tel : +49 6950688722

Fax : +49 6950688722

Editor : Muhammad Ilyas Munir